قصاید نعتیہ

من تصنیف خاکسار سیّد صادق حسین غبار

باہتمام محمد رحمت اللہ رعد

نامی پریس کانپور مین چھپے

۱۹۱۶ء

قصائد ہذا کو مصنف نے شائع کیا

نعت سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات فخرِ آدم اشرفِ عالم رسول رب العالمین شفیع المذنبین

احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلعم

مَطلع

بہار آئی ہی رند و وقت ہی رندانہ صحبت کا

سُنا ہی آج میخانہ میں [illegible]

HYDERABAD STATE [illegible]

۱۴۰ اشعر

من تصنیفات بندۂ خاکسار سیّد صادق حسین غبار دہلوی بمقام حیدرآباد دکن

در چھپہ ماتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہم صل علے محمد و آلہ

نعت سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات ختم المرسلین شفیع المذنبین حبیب اللہ العالمین سید النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلعم

بہار آئی ہے رند و وقت ہے رندانہ صحبت کا / سنا ہے آج میخانہ میں ابر آئے گا رحمت کا
اٹھا لا ساقیا طاقِ حرم سے شیشہ و ساغر / وہ دیکھ اٹھا ہے کعبہ کی زمیں سے ابر رحمت کا
شرابِ حُبِّ ساقی کا ازل سے میں شرابی ہوں / اثر ہے نشہ میں میرے مئے عرفانِ وحدت کا
وجودِ پارسائی میری سرمستی کا باعث ہے / مرا دامن مصلّے ہے فرشتوں کی عبادت کا
ملی جب خاکِ جنت میں شرابِ چشمۂ کوثر / بنا تب کالبد مجھ مستِ صہبائے حقیقت کا
مقلّد ہیں مری بادہ کشی کے حضرتِ عیسےٰ / مرے ساقی سے انکا عزم ہے تجدید بیعت کا
ہیں وہ رندِ صفا دل ہوں اگر ایمائے ساقی ہو / ابھی مہرِ مبیں سے بڑھ کے لیلوں جام عشرت کا
بلا کا نشۂ قالو بلا ہے آج مستوں کو / بہکتے ہیں مگر تکتے ہیں منھ پیرِ طریقت کا
فرشتے انتظامِ شش جہت میں مست پھرتے ہیں / وہ آتا ہے جو ساقی ہے مئے اسرارِ وحدت کا
زمیں مکّہ کی چشمک زن ہے فردوسِ معلّیٰ پر / در و دیوار پر چھایا ہے نور اتمام نعمت کا
بہار آئی بہار آئی کا غل ہے آج رندوں میں / اُڑا لائی سماں بادِ بہاری باغ جنّت کا
خزاں رخصت ہوئی آمد ہے اب فصلِ بہاری کی / گلستاں میں چلو دیکھو عجب ساماں ہے زینت کا
ہوا بدلی زمانہ کی ترو تازہ ہوا گلشن / گماں ہونے لگا صحنِ چمن پر باغ جنّت کا

چمن پیرا سے کن نے کیا ہی گلشن کو سنوارا ہے
کہ ہر اک گل ہے روکش عارضِ خوبانِ جنّت کا

بچھایا فرش فرّاشِ بہاری نے وہ سبزہ کا
کہ جسکے حاشیہ پر حُسن ہی پھولوں کی حُمرت کا

سفیدی و لطافت کسقدر ہے اُسکے قطرونمیں
ہوا شبنم میں حل شاید سفیدہ صبحِ جنت کا

ہر اک صحرا پہ ہوتا ہے گمانِ وادیِ ایمن
پئے اہلِ نظر منظر ہے صنّاعیِ قدرت کا

ہوا پر ہی دماغ بوئے گل اترائی پھرتی ہے
ہوئی جامہ سے باہر حال یہ ہو دلکی فرحت کا

عصا ٹیکے کھڑی ہے نرگسِ بیمار گلشن میں
کہ سب سے پہلے حاصل ہو مجھے دیدار حضرت کا

ہوا باندھی ہے اپنی غنچہائے نوشگفتہ نے
کھلے جاتے ہیں مژدہ پاکے احمدؐ کی ولادت کا

وہ احمدؐ سرورِ دیں فخرِ موجوداتِ نورِ حق
ابوالقاسم محمدؐ مصطفٰےؐ بانی شریعت کا

غبارؔ اک مطلعِ برجستہ لکھو وصفِ حضرت میں
رضائے حق نتیجہ ہے اسی توصیف و مدحت کا

مطلع ۲

تصوّر ہی کچھ ایسا پشتِ اقدس کی زیارت کا
کہ حلقہ چشم کا حلقہ بنا مُہرِ نبوّت کا

یہ وہ بالا نشینِ کرسیِ قدر و جلالت ہیں
کہ بامِ عرش اک زینہ ہی انکے اوجِ رفعت کا

مکانِ عالمِ امکاں میں مثل انکا نہیں ممکن
وجودِ ذات ہے کشّافِ اسرارِ حقیقت کا

ہوا صرفِ سوادِ چشمِ حور العین اسی باعث
نظر آیا زمانہ کو نہ سایا جسمِ حضرت کا

قِدم بھی انکے آگے ہے حدوث ایسے یہ قدم ہیں
انھیں سے سلسلہ جاری کیا خالق نے خلقت کا

رسولوں میں کوئی ایسا نتھا افضل یہ ایسے ہیں
انھیں پر خاتمہ حق نے کیا اپنی رسالت کا

امانت مرتبت جبریل کو القاب لکھتا ہے
دبیرِ دفترِ اعزاز دیوانِ رسالت کا

ہوئے منسوخ ادیانِ رسولانِ سلف قطعًا
ہوا جسوقت رائج دینِ حق دنیا میں حضرت کا

موحّد ہو گئے ملحد بھی حقا انکے باعث سے
جہاں سے مٹ گیا نام و نشاں کفر و ضلالت کا

خدا اک کنزِ مخفی تھا محمدؐ سے ہوا ظاہر
کیا لولاک سے حل مسئلہ خالق نے خلقت کا

قیامت تک رہی بانگِ نماز اجماعِ امّت میں
بڑھایا مرتبہ تجنیسِ قامت سے اقامت کا

وہ خانہ باغ انھیں کا ہے جسے فردوس کہتے ہیں
ترو تازہ انھیں کے دم سے ہے گلزار جنت کا

یہی آدم کے اوّل ہیں یہی آدم کے آخر ہیں
انھیں سے حل ہوا عقدہ قدامت کا حداثت کا

یہی ہیں باعثِ ایجادِ کُل لولاک شاہد ہے
انھیں کا جسمِ اقدس تھا سزاوار ایسے خلعت کا

خدا کو معرفت انکی خدا کی معرفت ان کو
حقیقت میں پتا ملتا نہیں ان کی حقیقت کا

انھیں کے آستانے پر فلک نے سر جھکایا ہے
انھیں کا سنگِ در قبلہ ہے اربابِ حقیقت کا

انھیں کی گردِ رہ سے آبرو اکسیر نے پائی
غبارِ راہ انکا سرمہ ہے چشمِ بصیرت کا

رسولانِ سلف میں حضرتِ آدمؑ سے تا عیسیٰؑ
کوئی ایسا نہیں جسپر نہو احسان حضرت کا

انھیں کا دین کامل ہے جو محشر تک رہا جاری
انھیں پر خاتمہ حق نے کیا ہے اپنی نعمت کا

نہوتا مہرِ رخشندہ، نہوتا ماہ تابندہ
نہوتا گر مقرر روزِ الست ان کی نبوت کا

جبینِ عرش پر لکھا تھا ان کا نام قدرت نے
اِسی سے عرش کو رتبہ ملا ہے اوج و رفعت کا

قطعہ

یہی ہیں شہسوارِ قربِ سُبحان الذی اسریٰ
انھیں کو رتبہ بخشا حق نے معراجِ حقیقت کا

عجب شب تھی وہ شب جس شب کو گھر میں امِّ ہانیؓ کے
مزہ لیتے تھے سردارِ دو عالم خوابِ راحت کا

کہ آئے ناگہاں روح الامیں اور عرض کی اُٹھیے
خدا کی سمت سے لایا ہوں میں پیغام دعوت کا

بُراقِ برق دم پر بیٹھ کر آخر چلے حضرت
براق ایسا کہ جو حامل ہوا بارِ رسالت کا

طنابیں کھچ گئیں ارض و سما کی حکمِ خالق سے
ہوا اک دم میں طے رستہ دو عالم کی مسافت کا

تھکا آخر براق اور رہ گئے جبریل سدرہ پر
چڑھے رفرف پہ اُسنے بھی دیا کچھ ساتھ حضرت کا

غرض کچھ یاں رہے کچھ واں رہے تنہا چلے سرور
وہاں پُہنچے کہ جو منشا ہے اَو ادنیٰ کی آیت کا

حجابِ عرشِ اعظم سینکڑوں طے کر کے واں پُہنچے
پڑا تھا جس جگہ پردہ حجابِ قدسِ وحدت کا

غبار آگے نہ جاؤ بس یہیں سے بیٹھکر دیکھو
تماشا گاہ رازِ ذات ہے سامان دعوت کا

پسِ پردہ خدا ہی جانتا ہے کون تھا کیا تھا
مگر اِک ہاتھ نکلا تھا جو تھا شاہِ ولایت کا

وصی پایا جب ایسا کاشفِ اسرارِ یزدانی — تو سمجھے کیا کوئی رتبہ محمدؐ کی فضیلت کا
محمدؐ عالمِ علمِ الٰہی ہیں دو عالم میں — فرشتوں کو پڑھایا ہے سبق علمِ حقیقت کا
محمدؐ واقفِ اسرارِ خالق ہیں زمانہ میں — وقوف انکے سبب سے ہے بصارت کا بصیرت کا
محمدؐ حاکمِ ہر دو سرائے فانی و باقی — کہ ہستی و عدم میں سکّہ ہے ان کی حکومت کا
محمدؐ خازنِ گنجینۂ کُنہِ خداوندی — محمدؐ رازداں اسرارِ وحدت کا حقیقت کا
محمدؐ پردہ بردارِ حجابِ قدسِ یزدانی — کیا قربت نے انکی آشکارا رازِ وحدت کا
محمدؐ رہنمائے رہنمایانِ دو عالم ہیں — خضرؑ بھی ہے مسافر آپ کی راہِ ہدایت کا
محمدؐ روشنیٔ شمعِ بزمِ آفرینش ہیں — اُجالا ہے دو عالم میں انھیں کے نورِ عزت کا
محمدؐ مقتدائے مقتدایانِ زمانہ ہیں — رسولوں نے شرف حاصل کیا انکی امامت کا
محمدؐ رحمۃ للعالمیں ہیں اے زہے رحمت — اسی باعث سے مرحومہ لقب ہے انکی امت کا
محمدؐ آیتِ حق ہیں محمدؐ حجّتِ حق ہیں — یہی مطلب ہے قرآنِ مبیں کی آیت آیت کا
جلوخانہ ہے انکا صحنِ عرشِ خالقِ سبحاں — حجابِ قدس وحدت ایک گوشہ انکی خلوت کا
سوا ان کے جہاں کوئی نہ پہنچا یہ وہاں پہونچے — ہوا راز آشکارا اپنے وحدت کا حقیقت کا
شفیعِ ہر دو عالم فخرِ آدم احمدِ مرسل — انھیں کے سر پہ ہوگا تاج محشر میں شفاعت کا
قیامت تک بھی بے تائید کوئی لکھ نہیں سکتا — کہ وصفِ قامتِ حضرت ہے اک مضمون قیامت کا
خدا کا کام کرتا ہوں ثنائے شاہِ والا میں — بہت اچھا طریقہ ہاتھ آیا ہے عبادت کا
محمدؐ سا پیمبر اپنا حامی ہے دو عالم میں — فشارِ قبر کا دھڑکا نہ ڈر ہمکو قیامت کا
یہی ہیں باعثِ صد نازشِ جاں آفریں حقا — یہی ہیں اک نمونا صانعِ یکتا کی صنعت کا
فلک ہیں تابعِ فرماں ملک ہیں بندۂ احساں — حقیقت میں انھیں کو حق ہے شاہانہ حکومت کا
زمیں ان کی فلک ان کے بشر انکے ملک انکے — خدا کے بعد حق ہے انکو بادشاہت کا
رواجِ حق پرستی دونوں عالم میں انھیں سے ہے — سکھایا ہے انھیں نے طور طاعت کا اطاعت کا

زمیں بوسِ ادب جبریلؑ و میکائیلؑ ہیں انکے
شرف کرّو بیانِ عرش کو ہے انکی خدمت کا

غلام ان کے ملائک ہیں کنیزیں انکی حوریں ہیں
انھیں کا بندۂ فرماں ہے جو قائل ہے وحدت کا

یہی مالک ہیں دوزخ کے یہی مختار جنت کے
ہر اک جا ہے عمل انکی حکومت کا عدالت کا

پکارا ہے کبھی یاسیں کبھی طاہا انھیں کہکر
خدا کو کس قدر ملحوظ ہے پاس انکی عزت کا

یہ موجودات میں اصلِ اصولِ نورِ خالق ہیں
وجودِ لفظ کُن نقطہ ہے انکی جلدِ عظمت کا

خدا قادر ہے لیکن مثل انکا غیر ممکن ہے
انھیں پر خاتمہ حق نے کیا ہے اپنی صنعت کا

خدا نے کی ولاے آل واجب اپنے بندوں پر
رسولوں سے کہیں افزوں ہے رتبہ انکی عترت کا

لیا روزِ الست اقرار خالق نے ہر اک شے سے
ربوبیت کا پہلے بعد ازاں انکی نبوّت کا

زمیں ساکن نہوتی رنج سے بعدِ وفاتِ شہ
نہ سینہ پر اگر تعویذ ہوتا ان کی تربت کا

قطعہ

ملی شہ کو وہ بی بی جو نسا میں سابق الایماں
ادا جسنے کیا دولت سے اپنی حق رفاقت کا

رضا جوے پیمبر خیر خواہِ باطن و ظاہر
بھرا کرتی تھیں دم آٹھوں پہر حضرت کی طاعت کا

سندِ جنّت کی لی خوش کر کے اللہ و پیمبر کو
دیا راہِ خدا میں کل سر و ساماں تجارت کا

نبی کے پاس جب روح الامیں آتے تھے کہتے تھے
سلامِ پاک اُمّ فاطمہؑ کو ربِّ عزّت کا

ملی دختر بھی وہ دختر جو افضل سارے عالم سے
کہ جسپر خاتمہ حق نے کیا عفّت کا عصمت کا

رضیّہ۔ فاطمہ۔ مرضیّہ وصدّیقہ و زہرا
شرف ہے مریم و بلقیس کو جس کی اطاعت کا

پئے تعظیم اُٹھتے تھے محمدؐ اپنی مسند سے
بحکم خالقِ یکتا یہ کچھ تھا پاس عزّت کا

رضائے حق میں جو ممکن ہوا بخشا وہ سائل کو
خدا مداح ہے قرآں میں ایثار و سخاوت کا

سدا جبریل نے کی جس کے گھر میں آ سیا سائی
کسی کا تھا نہ یہ رتبہ جو تھا خاتونِ جنّت کا

وصی ایسا ملا داماد بھی جو ہے برادر بھی ہو
علیؑ شیرِ خدا دستِ خدا حامی رسالت کا

نہوتے گر علیؑ شائع نہوتا دین حق الحق
نتیجہ ہے اشاعت دیں کی حیدرؑ کی شجاعت کا

علیؑ کو دوشِ احمدؐ پر ہوئی معراج کعبہ میں
ہوا کرّوبیوں میں غلغلہ حیدر کی رفعت کا

خدا کے گھر میں جب دوشِ محمدؐ پر چڑھے حیدر
نشانِ نقشِ پا طغرا بنا مُہرِ نبوّت کا

خدا نے بہرِ تسکینِ نبیؐ معراج کی شب میں
یہیں رکھا تھا ہاتھ اپنا قدم جس جا تھا حضرت کا

بتوں کو توڑ کر پھینکا تو ہاتف کی ندا آئی
نہ کیونکر پاک ہو یہ گھر ہے حیدر کی ولادت کا

یہی ہیں قاسمِ جنّت یہی ہیں مالکِ دوزخ
کھلے گا حال محشر میں محبّت کا عداوت کا

امام المتقیں یعسوبِ دیں حبل المتیں حیدر
امیر المومنیں نفسِ نبیؐ مطلعِ امامت کا

ولیِ حق وصیِ مصطفٰے و قاتلِ عنتر
مٹایا یکقلم دنیا سے نام اہلِ ضلالت کا

مرادِ حق بقائے دیں تھی حیدر کے ذریعہ سے
حقیقت میں یہی مقصد تھا تبلیغِ رسالت کا

وصیِ احمدِ مرسل یہی آخر یہی اوّل
معیں ہے ملک و ملّت کا امیں ہے رازِ وحدت کا

نُصیری کچھ تو سمجھے جو انھیں اللہ کہتے ہیں
علیؑ کا رتبہ استدلال ہے انکی جسارت کا

خدا و مصطفٰے کے بعد الحق انکا رتبہ ہے
انھیں کو حق پہنچتا ہے خلافت کا امامت کا

نواسے وہ کہ جو ہیں گوشوارے عرشِ اعظم کے
معیں انہیں ہر اک دنیا کا ہے حامی شفاعت کا

اُٹھائے ہیں خدا نے ناز کیا کیا شاہزادوں کے
ملے بچپن میں یہ کھا کھا کے میوہ باغِ جنّت کا

پہننے کو لباسِ خُلد تھا کھانے کو میوہ تھے
بنے ناقہ نبیؐ جبرئیل کو تھا کام خدمت کا

کبھی جھولا جھلایا اور کبھی موتی کیا ٹکڑے
بھرا کرتے تھے دم روح الامیں انکی محبّت کا

حسنؑ وہ صاحبِ خُلقِ حسن زینت دہِ منبر
امامِ انس و جن تاباں قمر برجِ رسالت کا

دُرِ دریائے بے پایانِ علمِ اوّل و آخر
مرادِ لفظِ کُن مطلب کتابِ حق کی عظمت کا

چمن پیرائے افلاک و زمین و جنّت الماویٰ
سریر آرا خلافت کا امامت کا ولایت کا

رفیع الرّتبہ مقتولِ سم و سردارِ دیں ہادی
شفیع ابنِ شفیع و مجتبیٰ مختار جنت کا

حسینؑ اللہ کا پیارا اسی کا نازپرور ہے
مؤیّد امامت جد کا معینِ دینِ رسالت کا

امامِ ہر دو عالم برگزیدہ واجب الطاعۃ
نبیؐ کی روحِ جاں زہرا کی دل شاہِ ولایت کا

امام راکع و ساجد قتیلِ کافر و جاہد ولی و سیّد و زاہد گہر دریائے عزت کا
زکی العنصرین و نورِ عینِ حیدر و زہرا رہِ حق میں ہوا ہے خاتمہ جس پر مصیبت کا
کٹایا سر لٹایا گھر رہے بے گور جہلم تک لٹایا یار بیڑا شاہ نے نانا کی اُمّت کا
جہاں سے مٹ چلا تھا نام اسلام اہلِ طغیاں میں بقایائے دیں نتیجہ ہے شہِ دیں کی شہادت کا
غبار اب خاتمہ میں اصلِ مطلب کیطرف آؤ رقم ہو خاتمہ میں وصف پھر ختم الرسالت کا

مطلع ۳

پلا پھر جام ساقی بادۂ عرفانِ وحدت کا کہ پھر کچھ جوش آیا احمدِ مرسل کی مدحت کا
محمد سرورِ عالم محمد رہبرِ عالم محمد مصدرِ عالم معرّف ذاتِ وحدت کا
محمد صاحبِ تمکیں محمد عرش کی تزئیں محمد شاہِ یوم الدّیں وسیلہ ہیں شفاعت کا
محمد مظہرِ وحدت محمد مظہرِ قدرت محمد مصدرِ رحمت محمد اصل خلقت کا
شفیع المذنبیں احمد امام المرسلیں احمد شہِ دنیا و دیں احمد محمد نورِ عزت کا
یہی محمود و احمد ہیں مجدّد ہیں محمد ہیں مسدد ہیں مویّد ہیں بھروسا ہیں قیامت کا
خدا سے کر کے ضد دکھلائی شانِ نازِ محبوبی ہوے راضی خدا سے لیکے وعدہ عفو امت کا
غبار ایسا نہو ٹھوکر لگے یا گر پڑو تھک کے خدا کی شان تمکو حوصلہ ہو مدحِ حضرت کا
یہ رستہ بال سے باریک ہے اور تیز خنجر سے اسی رستہ میں ڈر ایمان کو ہے اپنی عزت کا
یہ ممدوحِ خدا ہیں کیا کسی سے مدح ہو انکی خدا ہی کی زباں کا کام ہے کام انکی مدحت کا
خدا سے عرضِ مطلب کر کے بس خاموش ہو جاؤ اجابت کیلیے بس ہے وسیلہ ذاتِ حضرت کا
الٰہی احمدِ والاحشم کا واسطہ تجھکو الٰہی صدقہ حضرت کا اور انکی پاک عترت کا
بڑھا دنیا میں عزت رات دن دینِ محمد کی وقار افزوں رہے سارے ملل سے انکی ملت کا
الٰہی دشمنانِ دینِ حق کو خوار و عاجز کر کوئی درجہ نہ باقی رہنے پائے انکی ذلت کا
عذاب اپنا تو انپر جلد نازل کر زمانہ میں ثمود و عاد کی ہو مثل انجام انکی نخوت کا

ہمارے واسطے کھل جائیں رستے تیری طاعت کے
ملے موقع ہمیں امن و اماں سے تیری طاعت کا

ہمارے بادشہ کو ہم پہ دے توفیق احسانکی
کہ اُسکا شکر ادا کر کے بھریں دم تیری طاعت کا

ہماری مشکلیں آسان ہو جائیں زمانہ میں
الٰہی واسطہ مشکلکشا کی قدر و عزت کا

عطا کر بانیٔ محفل کو اجرِ بیحد و پایاں
جنابِ احمدِ مختار کے جشنِ ولادت کا

غبارِ بے حقیقت کو ملے معراج کا رتبہ
جو اس کا تکیۂ سر سنگِ در ہو جائے حضرت کا

نعت سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات فخرِ عالم اشرف بنی آدم ختم المرسلین حبیب الٰہ العالمین
احمدِ مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلعم

مطلع

مدح شہ سے ملگیا رتبہ گدا کو شاہ کا

سایہ افگن چتر ہے طغرائے بسم اللہ کا

۴۳ شعر

از تصنیفات خاکسار سیّد صادق حسین غبار دہلوی بمقام حیدرآباد دکن

در سنہ ۱۳۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم صلّ علیٰ محمدؐ و آلہٖ

نعتِ سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات فخرِ عالم اشرفِ بنی آدم ختم المرسلین حبیبِ الٰہ العالمین ابوالقاسم محمدؐ

مدحِ شہ سے ملگیا رتبہ گدا کو شاہ کا
سایہ افگن چتر ہے طغرائے بسم اللہ کا

میں ہوں عاشق روئے پُر نورِ رسول اللہ کا
آفتابِ حشر اک شعلہ ہے میری آہ کا

عرش سے تا فرش غل ہوتا ہے صلّی اللہ کا
نام پاک آتا ہے جب لب پہ رسول اللہ کا

یا الٰہی واسطہ تجھکو رسول اللہ کا
اوج بالا ہو نظام الملک آصفجاہ کا

روزِ مبعث آج ہے پیغمبرِ ذیجاہ کا
فرش سے تا عرش ہے اک شور صلّی اللہ کا

آستانِ شاہ رُتبہ میں نہیں کم عرش سے
جبرئیل اِک پاسباں ہی شاہ کی درگاہ کا

مرحبا شانِ سواری حبذا عزمِ سوار
لامکاں ہے ایک گوشہ جسکی جولانگاہ کا

صورتِ اعجاز ہے ہر فعلِ شہ نامِ خدا
معنیِ الہام ہے ہر قول الحق شاہ کا

عالمِ انوار کہتے ہیں جسے حق آشنا
سایۂ پُر نور ہے وہ جسمِ ظلّ اللہ کا

خواب و بیداری میں قرب و بُعد یکساں ہے نظر
دیدنی ہے دیکھنا چشمِ رسول اللہ کا

قُربِ اَو اَدنیٰ سے یہ راز آشکارا ہو گیا
عرشِ حق اک گوشہ ہے حضرت کی خلوتگاہ کا

زندہ ہیں لیکن ہیں محتاجِ طریقِ رہبری
خضرِ رستہ دیکھتے ہیں میرے خضرِ راہ کا

مظہرِ نورِ خدا ہے ان کا روئے پُر ضیا
نور جسکا کسبِ ضو سے آفتاب و ماہ کا

رحمتِ حق عرش سے قبر دلی دوڑی مومنین — حشر میں جسدم قدم آیا رسول اللہ کا
جب خیالِ عارضِ ذیشاں میں آنکھیں بند کیں — آنکھ کا پردہ بنا جزداں کلام اللہ کا
عرش و کرسی دو مقامِ عزت و تکریم ہیں — اک نبی اللہ کا ہے اک ولی اللہ کا
آفتابِ حشر کی سنتے ہیں تابش بےمثال — بالیقیں وہ عکس ہوگا نقشِ پا شاہ کا
خوف کیا محبوبِ حق کو مشرکینِ مکہ سے — خود خدائے پاک حافظ ہے کلام اللہ کا
خاکِ پا ہے سرمۂ تسخیرِ حورانِ جناں — گردِ رہ غازہ ہے روئے آفتاب و ماہ کا
کٹ گیا بوجہل جب حضرت نے اقرا کو پڑھا — چل گیا جاہل پہ آرہ سینِ بسم اللہ کا
کچھ نہ کچھ مل جائیگا باغِ جناں ہی کیوں نہو — شہ کے در پر اب تو آنکلا فقیر اللہ کا
ریشِ پُر نورِ رُخِ انور کا تھا پہلے سے عشق — میں ازل ہی میں مفسّر تھا کلام اللہ کا
ہیں یہ اسرارِ حقیقت کوئی کیا سمجھے انھیں — ان کا حق اللہ پر ہے انپہ حق اللہ کا
ہے تجلّیِ رُخِ پُر نورِ احمد دل کو یاد — روشنیِ طور اک شعلہ ہے میری آہ کا
سدرہ سے جبرئیل کہتے ہیں لک الطوبےٰ مجھے — ذکر کرتا ہوں جو معراجِ رسول اللہ کا
رحمتِ حق کرتی ہے تعظیم میری بر محل — نامِ نامی جب میں لیتا ہوں رسول اللہ کا
عالمِ امکاں میں انکا مثل ممکن ہی نہیں — جسطرح بے مثل و بے ہمتا وجود اللہ کا
طے بآسانی کریں گے منزلِ راہِ بہشت — توشہ اپنے ساتھ ہے حُبِّ رسول اللہ کا
ہیں یہ وہ نورِ خدا روشن ہیں ان سے عرش و فرش — آفتابِ حشر اک ذرّہ ہے انکی راہ کا
سجدۂ در کی ہوس میں کی بسر عمر اے غبار — سر سے ہمنے سر کیا سودا خدا کی راہ کا
یا رسول اللہ اس کا تو نہ تھا میں مستحق — کیوں رکھا جائز تنزل اس ترقی خواہ کا
بے نیازی ہو چکی بس لیجیے میری خبر — اب اُٹھانا ہے گراں بارِ غمِ جانکاہ کا
حاضرین و بانی و سامع کی بر لا حاجتیں — یا الٰہی واسطہ تجھکو رسول اللہ کا

نعت سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات فخرِ عالم اشرفِ آدم سید المرسلین شفیع المذنبین
احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

مطلع

اب کے دل آیا ہے کیا جانیے میرا کس پر
کہ مری دلکو خبر ہی نہ مجھے دل کی خبر

۱۹۳ شعر

از تصنیفات خاکسار سیّد صادق حسین غبار دہلوی بمقام حیدرآباد دکن
اندرون دریچہ ماتا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰہم صلّ علیٰ محمد و آلہ

نعت سیدِ کائنات خلاصۂ موجودات سید المرسلین شفیع المذنبین افضلِ عالم اشرفِ آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلعم

اب کے دل آیا ہے کیا جانیے میرا کس پر
کہ مری دل کو خبر ہے نہ مجھے دل کی خبر

نیمجاں مستحقِ غفلتِ عیسیٰ تو نہ تھا
کیا برا تھا جو لگاتا مجھے اک دن ٹھوکر

آرزوئے دلِ مضطر تو نکالی ہوتی
گر یہی تھا کہ کرو بزم سے اپنی باہر

صلحِ اغیار میں کرتا ہے مجھے اپنا وکیل
امتحاں میری وفا کا ہے اُسے مدِّ نظر

وصل کی تیری دعا بھی نہ کروں گا حاشا
رازِ دل کی میں زباں کو کروں کس طرح خبر

سوزشِ داغ جگر سے نہ جگر جل جائے
شورشِ اشک سے بہجائے نہ یہ دیدۂ تر

دردِ سر نازشِ سرمایۂ سودائے کمال
بیخودی حاصلِ خودداریِ تکمیلِ ہنر

دل سے تو نکلا ہی کب تھا کہ میں بیدل ہوتا
آنکھ سے کب تھا نہاں ڈھونڈتی تجھکو جو نظر

جاں بلب ہوں لبِ جاں بخش کی امید میں مَیں
حرفِ مطلب بھی بمشکل مرے آیا لب پر

کشتۂ ابروئے خمدار میں باقی نہیں دم
کیا ضرورت ہے کہ اب اُس پہ لگاؤ خنجر

کوئی تسکینِ دلِ زار کا پہلو تو بتاؤ
ہے کوئی شکل قرارِ دلِ بیتاب مگر

تم تصوّر میں بھی آتے نہیں اللہ رے حجاب
پھر کہو نکلے گا کیوں کر مرا ارمانِ نظر

اب مرا دل نہیں خود مجھ سے سنبھالا جاتا
پھینکے دیتا ہوں اسے چیر کے پہلو باہر

کس سے یہ باتیں ہیں ای بیخودیِ عشق بتا
کس سے میں کھول رہا ہوں یہ گلہ کے دفتر

میرا محبوب مجازی تو نہ تھا پھر کیا تھا
کہ ہوا دائرۂ ضبطِ ادب سے باہر

لو کھلا اب سببِ ہرزہ سرائی میرا
لو ہوا رازِ حقیقت کا ہویدا مجھ پر

عشق کو جانتے ہیں سب کہ ہے از قسمِ جنوں
خبط میں کرلیا معشوقِ مجازی باور

تک گیا عالمِ وحشت میں خدا جانے کیا
ہوگیا ہو نہ قلم حدِّ ادب سے باہر

میں حقیقت میں تھا وارفتۂ سودائے خیال
حدِّ شرعی نہیں جاری کسی سودائی پر

میں تھا اک خاک نشینِ رہِ میخانۂ عشق
خبریں عالمِ بالا کی سُناتا کیوں کر

سببِ بےخودیِ عاشقِ مضطر یہ تھا
جلوۂ قدرتِ خالق تھا مرے پیشِ نظر

ہوش میں آیا نہ جب تک نہ سنا یہ مژدہ
آج مبعوثِ رسالت ہوے ہیں خیر بشر

شبِ معراج بھی ہے آج دو بالا ہی سرور
پھر بھلا آپ میں رہ سکتا یہ شیدا کیونکر

آگیا ہوش سنبھل جائیں بس اب اہلِ طریق
بیخودی بھی مری اب ہوگی خودی کا جوہر

آگئی جوش پہ ہاں فکرِ رسا اب میری
آج کھل جائیں گے ابوابِ سخن کے دفتر

تھے بہت روحِ امیں میرے سخن کے شایق
کہدو موقع ہے یہ سُن لیں سخنِ حق آکر

کام لیتا ہوں زباں سے میں زبانِ حق کا
وہ سناتا ہوں جو کہتا ہے خداے اکبر

مطلعِ ثانی

مرحبا سیّدِ لولاک شہِ جنّ و بشر
حبّذا ختمِ رُسل شافعِ یومِ محشر

ہاشمی مُطّلبی سیّدِ مکّی مدنی
ابطحی و قرشی و عربی پیغمبر

ہے وجود ان کا بہارِ چمنِ قدرتِ حق
ہے ظہور ان کا حقیقت کا خدا کی مظہر

عالمِ علمِ خدا حاملِ اسرارِ خدا
مفخرِ نوعِ البشر و خیرِ وریٰ خیرِ بشر

حامیِ ملّتِ حق ماحیِ شرک و بدعت
آیتِ محکمِ حق قدرتِ ربِّ اکبر

مہبطِ روحِ امیں مُنزلِ قرآنِ مبیں
ناہجِ منہجِ دیں ختمِ رُسل پیغمبر

عارفِ ذاتِ خدا کاشفِ رازِ وحدت — زینتِ عرشِ بریں مالکِ حوضِ کوثر
مظہرِ شانِ خدا مصدرِ احکامِ خدا — ہادیِ خلقِ خدا بادشہِ جنّ و بشر
صاحبِ مرحمتِ خالقِ بے چون وچرا — شافعِ روزِ جزا قاضیِ روزِ محشر
ہیں گُلِ سرسبدِ گلشنِ صنّاعیِ حق — ہیں بہارِ چمن آرائے دوعالم سرور
ہیں یہ بسم اللہِ قرآنِ علومِ وحدت — ہیں یہ دیباچۂ تفسیرِ کتابِ داور
ہیں یہ اِک نقطۂ پرکارِ وجودِ خلقت — ہیں یہ قطبِ فلکِ قدرتِ ربِّ اکبر
شعلۂ قہر کا ہے ایک شرارہ دوزخ — لُطف کا ان کے ہو گلزارِ جناں اِک منظر
سببِ نازشِ خالق ہوئی اِنکی خلقت — خود ہوا اپنا تماشائیِ قدرت داور

قطعہ

ہوتی آدمؑ کی نہ توبہ کبھی مقبولِ خدا — ہوتا حامی نہ اگر نامِ محمدؐ کا اثر
ہوگئی آتشِ نمرود جو یوں بردوسلام — تھا مگر صُلبِ براہیمؑ میں نورِ سرور
ہوتے موسےٰ نہ کبھی تیہہ ضلالت سے رہا — ہوتا رہبر نہ اگر نورِ شہِ جنّ و بشر
کشتیِ نوحؑ بچی پاتی نہ طوفاں سے نجات — ناخدائے دوجہاں کا جو نہ ہوتا لنگر
کبھی ایوبؑ کی حالت نہ بدل سکتی پھر — چارہ گر ہوتا نہ گر نامِ محمدؐ کا اثر
کبھی زنداں سے رہا ہوتے نہ شاہی ملتی — کرتے یوسفؑ نہ اگر وردِ یہ نامِ اطہر
راہ گم کردہ ہوں خود خضرؑ ہدایت کیسی — ہادیِ ہر دوجہاں اُن کا نہ ہو گر رہبر
بطنِ ماہی سے نہ پھر زندہ نکلتے یونسؑ — واسطہ نامِ محمدؐ کا نہ دیتے وہ اگر
کہکے قُم مُردوں کو ہرگز نہ جلاسکتے وہ — لبِ عیسےٰؑ کو اثر بخشتے احمدؐ نہ اگر
تابعِ حکمِ سلیماں ہوئی مخلوق تمام — کندہ خاتم میں جو تھا نامِ شہِ جنّ و بشر
اصل تو یہ ہے کہ دشوار تھا خالق کا ثبوت — خلق میں بہرِ ہدایت جو نہ آتے سرور
قبلِ آدم ہیں یہ گو قبل ہوئے آدم خلق — بخدا ہے سببِ خلقتِ اَب نورِ پسر

منبرِ عرش بریں بام کا ان کے زینہ
روشِ باغِ جناں سیر کا انکی منظر

سببِ عالمِ ایجاد انھیں کا ہی وجود
وجہ ہستیِ فلک ان کا ظہورِ اظہر

ہیں یہی خازنِ گنجینۂ کنہِ حکمت
ہیں یہی مخزنِ انوارِ خدائے برتر

نام کی ان کے ہی جا ناصیۂ عرشِ بریں
نور کی ان کے ہے جا پردۂ حکمِ داور

ہی حجابِ جبروت ان کا مقامِ خلوت
منظرِ عالمِ ناسوت فزا انکا منظر

حق کے محبوب ہیں مطلوب ہیں مرغوب ہیں یہ
نہوا اور نہوگا کوئی ان سے بہتر

ہیں خدا کے یہ مطیع اور دو عالم کے مطاع
بخدا نوعِ بشر میں ہیں یہی خیرِ بشر

جبرئیل ان کے ہوا خواہ تو میکال غلام
تبعِ حکم سرافیل تو رضواں چاکر

ہی غبارِ رہِ شہ سرمۂ چشمِ حورا
سنگِ در سجدہ گہِ جنّ و ملک شام و سحر

مرضیِ شہ کی رضا جو ہے مشیّت حق کی
یہ ہیں واللہ جدھر حق بھی ہے بے شبہہ اُدھر

پیشکارانِ کے تھے قبل انکے جو آئے تھے رسول
یہ وہ خاتم ہیں ہوئی ختم رسالت جن پر

ناسخِ ملّتِ ماقبل ہوئی ملّتِ شہ
دینِ حق ان کا ہی دنیا میں رہا تا محشر

دفترِ عالمِ ایجاد کا شیرازہ بندھا
انکی خلقت سے یہ مجموعہ ہے کامل دفتر

معجزے جتنے رسولوں کو خدا نے بخشے
جمع وہ ان میں کیے بلکہ کچھ اُس سے بڑھکر

پست فطرت کو ترقی کا اگر حکم یہ دیں
چرخِ ہفتم کو زمیں اُٹھ کے لگائے ٹھوکر

عفوِ اُمّت کے لیے حق سے نہ کیا کیا ضد کی
لے لیا وعدۂ یُعطیک تو اُٹھے سرور

یہ جو دیں حکم سکوں چرخ کے سیّارونکو
نکریں پھر حرکت قطب کی مانند اختر

فی الحقیقت ہے خدائی ہیں حکومت انکی
حکمِ حق سے ہوے حاکم یہ خدائی بھر پر

ان کے باعث سے وہ مسجودِ ملائک بھی ہوئے
چونکہ پیشانیِ آدم میں تھا نورِ سرور

بعد انکے نہ رسول آئیگا کوئی نہ نبی
ختم خالق نے کیا امرِ رسالت ان پر

در و دیوار سے آوازِ سلام آتی تھی
جسطرف سے شہِ کونین کا ہوتا تھا گذر

بخدا شرک ہے گر مثلِ خدا سمجھوں انھیں
نہ جدا حق سے سمجھ سکتا ہوں ان کو دم بھر

یہ وہاں پہونچے جہاں تک کوئی پہونچا ہی نتھا
اَحد و احمدِ بے میم میں حائل تھی نظر

حالِ معراج سنا ہاں بس اب اے فکرِ رسا
کہ گئے آپ سوئے عرشِ معلےٰ کیونکر

مطلعِ ثالث در معراج

ابرِ رحمت وہ اُٹھا قبلہ سے ہاں لا ساغر
ساقیا دورِ خوشی دیر میں جائے نہ گذر

نشہ میں دُور کی سوجھی ہے ترے میکش کو
خُمِ گردوں کی بھی لینا ہے مجھے آج خبر

زاہدِ خشک کی صحبت سے نہیں اب کچھ کام
اپنے ہم مشربوں میں مست ہی یہ دامنِ تر

ہم پیالہ مرے جبریل ہیں رضواں ہم بزم
خمکدہ ہے مرا جنّت مرا بادہ کوثر

ایک خمخانۂ ازل ہے لبِ قدرت مرا جام
الفتِ آل ہے مے ساقیِ بادہ داور

آج اُس مے کا ہوا ہے دلِ میکش کو سُرور
خُمِ گردوں کو ہلا دے گا چڑھا نشہ اگر

تیرے صدقے مرے مُغ میرے پلانیوالے
ہے یہ عیدِ شبِ معراج چھکا دے اٹھکر

آج کی رات ہے پردہ درِ رازِ قدرت
آجکی رات ہے مستظہرِ شانِ داور

آجکی رات ہے خندہ زنِ روزِ نوروز
آجکی رات شبِ قدر سے ہے روشن تر

آجکی شب سحرِ خلد پہ ہے چشمک زن
جلوۂ نورِ خدا آتا ہے اس شب میں نظر

آجکی رات ہوئی ختمِ رُسل کو معراج
آجکی رات گئے سوئے فلک پیغمبرؐ

ہوش میں آکے پڑھیں اہلِ ولا صلِّ علےٰ
جاتے ہیں سوئے اَحد احمدِ والا گوہر

اُمِّ ہانی کے تھے مشکوئے معلےٰ میں رسولؐ
خواب کا دیدۂ حق بیں میں تھا یوہیں سا اثر

ظاہرا بند تھی گو چشمِ جہاں بیں شہ کی
باطناً منظرِ آیاتِ خدا پیشِ نظر

ناگہاں ہمرہِ میکال و سرافیل آئے
حضرتِ روحِ امیں پیکِ خداے داور

خوابِ ظاہر سے غلامانہ جگا کر شہ کو
عرض کی اُٹھیے کہ مشتاق ہی ربِّ اکبر

چمنِ قدرتِ حق آج بہاروں پر ہے
آج ساماں ہے زینت کا جناں کے اندر

جسکے ادراک میں تھے معترفِ عجز ملک — آج کھلجائیں گے وہ رازِ حقیقت سب پر
آج آئینۂ قدرت میں نظر آئیگا حق — آج اُٹھ جائیگا حیرت کا حجاب ای سرور
قدرِ منظور سوا اس سے نہیں ہو سکتی — عینِ ذات آج ہوئی محوِ تماشائے نظر
آج کُنہِ جبروتی کے اُٹھیں گے پردے — آج خود پردہ کشِ ذات ہوا پردۂ در
بار بار آتی ہے یہ پردۂ وحدت سے صدا — میری تقدیس کریں آج ملائیک مل کر
آج غلمان کریں نور سے آرایشِ حُسن — حوریں آراستہ ہوں آج پہنکر زیور
کہو رضواں سے کرے زینتِ فردوسِ بریں — خلعتِ نور بہاری سے مخلّع ہوں شجر
مَیں وہ ہوں جسکا نہیں کوئی شریک و ہمتا — مَیں ہوں خلّاقِ جہاں مَیں ہوں خدائے برتر
جسکے باعث سے کیا میں نے جہاں کو پیدا — آج میں اُسکو بُلاتا ہوں فلک کے اوپر
ہے وہ مطلوب مرا ہے وہی محبوب مرا — اپنی قدرت کا کیا خاتمہ میں نے جسپر
اپنی حکمت کا اُسے مالک و مختار کیا — اپنے بندوں میں کیا میں نے اُسے پیغمبر
سُنکے یہ شاہ اُٹھے غسل کیا پہنا لباس — ہوے اسوار سرِ پشتِ بُراقِ خوشتر
حاملِ بارِ رسولِ عربی تھا وہ بُراق — اُسکی تعریف تو ہے حدِّ بشر سے باہر
تھامے جبریلؑ عناں غاشیہ کش اسرافیلؑ — لیے میکائیلؑ رکاب شرفِ جنّ و بشر
رحمتِ حضرتِ وہّاب محیطِ حضرت — طرّقوا گوئے سواری تھا جلالِ سرورؐ
سر پہ سرتاجِ رسالت کے کرامت کا تاج — خلعتِ نورِ جلالِ جبروتی در بر
عفوِ اُمت کے لیے چُست کمر باندھے ہوئے — مطمئن قلب و جگر وسعتِ رحمت پہ نظر
چلی اس شان سے حضرت کی سواری سوئے چرخ — لحظہ سے کم میں وہ برسوں کی ہوئی راہبسر
پہنچی اک جا جو سواری تو یہ بولے جبریلؑ — یاں اُترئیے کہ یہ طیبہ ہے زمینِ اطہر
جائے ہجرت ہے شہِ ہر دو سرا کی یہ زمیں — مصدرِ رحمتِ خالق ہے یہ جائے سرور
واں اُتر کر شہِ لولاک بجالائے نماز — چلے پھر واں سے بھی مشتاقِ لقائے داور

بولے جبریلؑ جو اک اور زمیں پر پہونچے ۔ یہ جگہ وادیِ ایمن ہے مقدس اطہر
طورِ سینا ہے یہ موسیٰؑ کا مقامِ معراج ۔ ہمکلام اُن سے ہوا تھا یہیں ربِّ اکبر
اُترے شہ واں بھی چلے واں سے بھی پھر پڑھکے نماز ۔ پہنچے اِک اور زمیں پر بھی پس طیِّ سفر
عرض کی روح امیں نے کہ اُتریے یاں بھی ۔ مولدِ حضرتِ عیسیٰؑ ہے یہ جا اے سرور
اُترے پھر پڑھ کے نماز آپ واں سے بھی بڑھے ۔ دیکھتے جاتے تھے آیاتِ خدائے برتر
طرفِ بیتِ مقدس گئے آخر حضرت ۔ ہوئے مسجد میں جو داخل تو یہ کچھ آیا نظر
کہیں عیسیٰؑ کہیں موسیٰؑ تو کہیں ابراہیمؑ ۔ منتظر شاہ کے صف بستہ ہیں کُل پیغمبر
ہیں ملائک کے قبائل کے قبائل اِکجا ۔ جسکی تعداد سے واقف ہی خدا ہے برتر
دی اذاں اور اقامت کہی جبریلؑ نے واں ۔ سب کے آگے ہوئے استادہ شہِ جنّ و بشر
الغرض سب عقبِ قبلۂ دیں پڑھکے نماز ۔ ہوئے رخصت یہ اِدھر شہ مع جبریل اُدھر
چرخِ اوّل پہ گئے دیکھے عجائب واں کے ۔ کُل فرشتوں نے کیا آپ کو مجرا آکر
مِل کے یاں حضرتِ آدمؑ سے غرض سرورِ دیں ۔ ہوئے راہی طرفِ منزلِ چرخِ دیگر
پہنچے اِک چشم زدن میں شہِ لولاک وہاں ۔ چرخِ اوّل پہ نہ آیا تھا جو یاں آیا نظر
ملکے یاں حضرتِ یحییٰ سے بھی عیسیٰؑ سے بھی ۔ تیسرے چرخ کی جانب ہوئے راہی سرور
پہنچے واں حضرتِ یوسف سے ملے واں سے چلے ۔ چرخِ چارم پہ گئے دیکھے عجائب اکثر
ملے ادریسؑ سے واں اور فرشتوں سے ملے ۔ دیکھکر ایک فرشتے کو ہوئے شہ ششدر
تحت حکم اُسکے تھے ہفتاد ہزار ایسے مَلک ۔ جنمیں ہر ایک کے اِتنے ہی ملک فرمانبر
حکمِ جبریلؑ سے استادہ ہوا بیٹھا تھا وہ ۔ یوں ہی استادہ رہے گا وہ ملک تا محشر
چرخِ پنجم پہ غرض پہنچے تو دیکھا اک شخص ۔ اُسکی اُمت کے تھے گرد اُسکے ہزاروں ہی بشر
بولے جبریلؑ یہ ہارون ہیں ابنِ عمران ۔ ملکے اُن سے بھی چلے سیدِ لولاک اُدھر
جب چھٹے چرخ پہ پہونچے مع جبریلؑ رسولؐ ۔ نظر آیا انھیں اِک شخص دراز و خوشتر

بولے جبریلِ امیں حضرتِ موسےٰ ہیں یہ
چرخِ ہفتم پہ گئے اُن سے بھی ملکر سرور

بیتِ معمور میں پہنچے نظر آیا اک شخص
تھے سفید اُس کے سر و ریش کے مو تا بسر

بولے جبریلؑ یہ باپ آپ کے ہیں براہیمؑ
شہِ دیں اُن سے وہ ان سے ملے باہم دگر

چرخِ ہفتم پہ جو قدرت کے عجائب دیکھے
اُنکے منجملہ نظر شاہ کو اک آیا شجر

سات سَو سال میں گرد اُسکے نہیں پھر سکتا
چھوڑ دے جڑ میں جو اسکی کوئی مرغِ صدپر

کوئی گھر ایسا نتھا جس میں نہو شاخ اُسکی
اُسکے ہر برگ میں چھپ جائے زمیں کا منظر

بولے جبریلِ امیں یہ ہے درختِ طوبےٰ
سایہ افگن ہے یہ فردوس کے ہر اک گھر پر

واں سے سدرہ کے قریب آئے غرض سرورِ دیں
بولے جبریلؑ کہ یاں ختم ہوا میرا سفر

میرا مسکن ہے یہی میرا نشیمن ہے یہی
یاں کے بعد آئیگا کیا؟ اسکی نہیں مجھکو خبر

اِک سرِ مو بھی یہاں سے جو بڑھوں دخل ہو کیا
خوف ہے شمعِ تجلی نہ جلا دے مرے پر

کوئی آیا تھا یہاں تک نہ کوئی آئے گا
جہاں آپ آئے ہیں اے بادشہِ جنّ و بشر

عظمتِ ربِّ جہاں کی ہے نمایاں اس سے
حق کی قدرت سے جو کچھ آپ کو آیا ہے نظر

آپکو کرتا ہوں اب خالقِ اکبر کے سپرد
وہی ہر حال میں حامی ہو وہی ہے رہبر

ہو کے جبریلؑ سے رخصت چلے آخر حضرتؐ
پیشوائی کو بڑھی قربتِ ربِّ اکبر

واں سے دریائے جلالِ احدیت میں گرے
لے گئیں موجیں کہاں اسکی بھلا کس کو خبر

طے کیے سینکڑوں کیا بلکہ ہزاروں ہی حجاب
کوئی کیا جانے کہاں پہنچے شہِ جنّ و بشر

معنوی قربِ جلالِ احدی تک پہونچے
قابَ قوسین سے تھا فاصلہ بیشک کمتر

ذہنِ گستاخ غبار آگے نہ بڑھجائے کہیں
کہدو خامہ سے کہ بس حدِّ ادب اب ہی ٹھہر

ملگئے شاہد و مشہود مجازاً اس طرح
متحد آنکھوں میں جس طرح سے ہو ایک نظر

معنی و لفظ ہوئے ایک جو سمجھے کوئی
ہوا جوہر سے عرض وصل عرض سے جوہر

یا رسولِ عربی میری مدد کا ہے یہ وقت
راہ دشوار ہے یہ جس میں ہوا میرا گذر

شرک و الحاد سے ہوں اَشْہَدُ باللہ بری
آپ پر حالِ عقیدت ہے مرا سب اظہر

آپ سے دستِ ادب بستہ مگر کرتا ہوں عرض
میرے اِس عقدۂ لاحل کو کریں حل سرور

پردۂ عزّ و جلالت میں تھا جلوہ کس کا
اس جگہ گم ہیں حواسِ ملکِ و جنّ و بشر

آئی جو پردہ کے اندر سے وہ کسکی تھی صدا
کس کا وہ ہاتھ تھا جو پردہ سے نکلا باہر

لو کیا عقدۂ لاحل مرے مولا نے وہ حل
لو ہوا وہ مجھے الہام بربِّ اکبر

کہتے ہیں حق کی زبانی یہی گویا جبریل
حق کے اظہار میں حسّاد کا کچھ خوف نکر

اب دکھا دوں تمھیں وہ ہاتھ سنا دوں وہ صدا
ہاں پڑھو صلِّ علیٰ رازِ حقیقت پاکر

دیکھ لو غور سے یہ ہاتھ یداللہ کا ہے
سُن لو پہچان لو آتی ہے صدائے حیدر

چونکہ تھا رعب و جلالِ صمدیّت سے یہ حال
دست و پا کانپتے تھے شاہِ اُمم کے تھر تھر

بہر تسکینِ دلِ مضطربِ ختمِ رُسل
لہجہ میں اُن کے وصی کے ہوا گویا داور

ہاتھ جو نکلا تو در پردہ اشارہ یہ تھا
یا نبی تم ہو نبی اور وصی ہے حیدر

یہ یداللہ ہے یہ حق کی زباں سے گویا
منحصر دیں کی اسی ہاتھ پہ ہے فتح و ظفر

عرشِ اعظم سے غرض آئے جو سرور گھر میں
ہلتا تھا حلقۂ در گرم تھا شہ کا بستر

اب سُنیں صاحبِ ادراک و بصیرت یہ راز
طرفِ گنبدِ افلاک گئے کیوں سرور

جلوۂ ذات سے کیا فرشِ زمیں خالی ہے
کیا مقام اُسکا معیّن ہے کوئی گردوں پر

میرے ہادی نے دیا کیا ہی جوابِ مُسکت
عقلِ کُل کو بھی ہوا وجد سخن یہ سُنکر

غلطی ہے جو سمجھتے ہیں خدا کو مرئی
جو مجسّم ہے وہی جا کے لیے ہے مضطر

مثل و مانند سے شان اُسکی ہے ارفع اعلیٰ
وہ وہ یکتا ہے کہ اس کا نہیں کوئی ہمسر

جلوۂ خالقِ عالم ہے ہر اک شے میں عیاں
نہ مکاں ہے کوئی اُسکا نہ کہیں اُسکا گھر

چونکہ تھا مرتبۂ سرورِ عالم بالا
سیر بھی عالمِ بالا کی ہوئی مدِّ نظر

اِسلیے شہ کو وہ لایا طرفِ عرشِ بریں
تاکہ قدرت کے عجائب وہ دکھائے اکثر

طبقاتِ فلک و عرش و بہشت و دو زخ
اپنے محبوب کو دکھلاے خدائے برتر

بس غبارا اتنا بھی اب حد سے نہ تم اپنی بڑھو
پاؤں پھیلاؤ وہیں تک کہ ہو جتنی چادر

مدحِ پیغمبرِ کونین کی تم کو جرأت
چھوٹا مُنہ اور بڑی بات رکھو پیشِ نظر

مور سے وصفِ سلیمانؑ ہو یہ ممکن ہی نہیں
غیر ممکن ہے کہ ہو عبد سے حمدِ داور

کوئی جاہل کرے قرآن کی تفسیر محال
کام ہے حق کی زباں کا صفتِ پیغمبرؐ

ہاں دعا کا ہے یہ ہنگام بس اب ہاتھ اُٹھاؤ
ہاتھ باندھے ہوئے موجود ہے دیکھو وہ اثر

دینِ پاکِ نبویؐ کی تو مدد کر یارب
دستِ اغیار سے اب حال ہے اسکا ابتر

دینِ اسلام کا ہو شرق سے تا غرب رواج
دے مسلمانوں کو ہر قوم پہ تو فتح و ظفر

اختلافاتِ فروعی کو مٹا دے ہم سے
اہلِ اسلام رہیں شیر و شکر مل جُل کر

عملِ خیر کی توفیق ہمیں دے یارب
عملِ خیر بھی وہ جس سے ہوں خوش پیغمبر

دینِ پاکِ نبویؐ پر ہمیں رکھ قایم تو
نکلے دم بھی تو زباں پر رہے نامِ سرور

شاد و آباد رہے سلطنتِ مُلکِ دکن
اِس کے بدخواہ کو دے بار خدایا چکرّ

میر عثمان علی شاہِ دکن زندہ رہیں
دولت و صحّت و اقبال سے ہو بہرہ ور

اے خدا حکم دے آصف کو کہ بلوا کے مجھے
نظرِ قدر و رعایت سے مرا دیکھے ہُنر

قصیدہ در نعت سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات اشرف عالم افضل آدم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

مطلع

بیاضِ صبح آرامِ وطن کی جب جھلک پائی
سوادِ شامِ غربت کی وہیں کالی گھٹا چھائی

۲۱۳ شعر

از تصنیفات خاکسار سیّد صادق حسین غبارؔ دہلوی بمقام حیدرآباد دکن

در بحر ماتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہم صل علی محمد و آلہ

نعت سید و سرور کائنات خلاصۂ موجودات اشرفِ عالم افضل بنی آدم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلعم

بیاضِ صبحِ آرامِ وطن کی جب جھلک پائی
سوادِ شامِ غربت کی وہیں کالی گھٹا چھائی

کہیں رہنے دیا دل کی تمنا نے نہ اک دن بھی
عدم سے آکے کیا پایا بس آنے کی سزا پائی

لکھا تقدیر کا حرفِ مکرر ہو کے بگڑا ہے
غلط نامے نے میری لوحِ قسمت میں جگہ پائی

نہ گھبراؤں کہاں تک گردشِ نیرنگِ قسمت سے
نہیں ہے دل میں اب گنجایشِ تابِ شکیبائی

نفس کی آمد و شد بھی مجھے بادِ مخالف ہے
گذرگاہِ فنا میں ہوں چراغِ راہ پیمائی

مثالِ آسیا ہوں محورِ سرگشتگی ہر جا
نہ پھرنا راس آیا نے نشستِ کنجِ تنہائی

کجا میں اور کجا یہ ہرزہ گردی کیا قیامت ہے
کہاں سے گردشِ تقدیر میرے پاؤں میں آئی

سفر کی سختیاں ناقابلِ برداشت اس سے ہیں
کہ ناہموار رستہ ہے اور اس پر آبلہ پائی

پھرا کرتا ہے سر پا آنکھ میں پھرتے ہیں دشت و در
سفر ہے باوجودِ اعتکافِ کنجِ تنہائی

پھرے میرے نہ دن گو میں پھرا طفلی سے اس تک
کہ پیری سے بدل جانے لگے ایامِ برنائی

مٹایا ضعفِ پیری نے مرے زورِ جوانی کو
توانائی ہوئی ہے پائمالِ ناتوانائی

کبھی وہ دن بھی تھے جب عالمِ ارواح میں میں تھا
نہیں بھولی وہ شانِ بزم و طرزِ عالم آرائی

حقیقت میں وہ جلسہ دیدنی تھا بزمِ قدرت کا
بیانِ وصف میں جسکے کمی کرتی ہے گویائی

وہ جلسہ تھا کہ فہرستِ کتابِ عالمِ امکاں
ازل سے تا ابد مخلوق کی تھی جسمیں یکجائی

ہوا تھا نقشبندِ کاف و نوں خود مہتمم اُسکا
جو اس کثرت میں وحدت کا ہوا اپنی تماشائی

وہ اک دربار تھا جسکا سماں آنکھوں میں پھرتا ہے
نہ مجمع ایسا دیکھا پھر نہ بزم ایسی نظر آئی

مرا دیکھا ہوا وہ خواب ہے گو لیکن اس پر بھی
سراپا خواب ہو جاؤں جو دے پھر مجھکو دکھلائی

قدم کی روشنی تھی وجہہ تزئینِ حدوثِ کل
بقا کا آئینہ صورت نمائے عالم آرائی

وہ میداں ایک صاف و دلکشا مثلِ دلِ مومن
خیالِ انبیا عاجز وہ لمبائی وہ چوڑائی

معرّا منظرِ دشت و جبالِ ربع مسکوں سے
مبرّا شانِ اقلیم و بلد سے اُس کی زیبائی

نہ شہروں کی وہ آبادی نہ قریوں کی وہ بربادی
نہ بستی تھی نہ ویرانہ نہ جمعیت نہ تنہائی

بلندی تھی نہ پستی اک سطحِ صاف میداں تھا
نہ فرشِ خاک زیرِ پا نہ سر پر چرخِ مینائی

نہ کعبہ تھا نہ بتخانہ نہ مسجد تھی نہ میخانہ
نہ کوئی گھر نہ کوئی در عجب اک سادگی چھائی

نہ اُس میں کوئی گلشن تھا نہ جنگل تھا نہ دریا تھا
نہ موسم تھا کوئی نے فصل گرمائی نہ سرمائی

مہینہ تھا نہ کوئی سال کوئی وقت نہ ساعت
نہ صبح عالم آرا تھی نہ شامِ راحت افزائی

ہوا اُسمیں نہ آب اُسمیں نہ آگ اُسمیں نہ خاک اُسمیں
نہ خار اُسمیں نہ گل اُسمیں نہ سبزہ کی خودآرائی

نہ دوری تھی نہ نزدیکی نہ رستہ تھا نہ منزل تھی
نہ اُسمیں دھوپ کا پرتو نہ سایہ نے جگہ پائی

نہ دن کی روشنی اُسمیں نہ تاریکیِ شب اُسمیں
نہ جلوہ مہر کا اُسمیں نہ مہ کی جلوہ افزائی

بتاؤں کیا کہ واں کیا تھا بتاؤں کیا نہ واں کیا تھا
نہ تھا کچھ بھی مگر سب کچھ تھا ہاں لازم ہے بینائی

نہ تھا کچھ بھی مگر راز و نیازِ خالق و مخلوق
سرِ حادث قدم کے سامنے وقفِ جبیں سائی

وجودِ ذاتِ وحدت نے جو چاہا ہو گئی کثرت
کہ جیسے ایک لفظِ کُن ہے وجہِ عالم آرائی

صفیں بستہ وہ مخلوقاتِ عالم کی ہر اک جانب
شمار ان کا وہی جانے کرے جو عالم آرائی

نہ تھا کون انمیں اور تھا کون کون اسکو خدا جانے
تمیزِ نیک و بد میں عقلِ کُل کی عقل چکرائی

وہ کُل مخلوقِ عالم سلسلہ تھا جنکا محشر تک
ہر اک مستِ مئے وحدت ہر اک مخمورِ یکتائی

ہر اک آزاد قیدِ اختلافِ قوم و مذہب سے
ہر اک پابندِ بندِ بندگی و حق شناسائی

نہ کوئی عاملِ احکامِ شرع و ملّت و مذہب
نہ کوئی مجرمِ ترکِ رواج و رسمِ آبائی

بری ہر ایک بغض و کینہ و رشک و تکبّر سے
کسیکو کچھ سرِ راحت نہ کچھ فکرِ تن آسائی

نہ پابندِ علایق وہ، نہ آزادِ خلایق یہ
نہ ہم بزمِ احبّا وہ، نہ اسکو قیدِ تنہائی

نہ اُن میں کوئی عالم تھا نہ فاضل تھا نہ جاہل تھا
نہ نادانی نہ یہ ملزم نہ اُسکو زعمِ دانائی

نہ یہ مشرک نہ وہ ملحد نہ یہ عابد نہ وہ زاہد
یہ مسلم تھا نہ وہ کافر نہ ہندو تھا نہ عیسائی

کسیکا کوئی مذہب تھا نہ واں کوئی شریعت تھی
سلیمانی نہ داؤدی نہ عیسائی نہ موسائی

نہ یہ مفلس نہ وہ منعم نہ یہ سائل نہ وہ معطی
نہ یہ شاکی نہ وہ شاکر نہ گویا تھا نہ گویائی

حق آگاہی نہ حق جوئی نہ حق پوشی نہ حق کوشی
خدا بینی نہ خود بینی نہ خودداری نہ خودرائی

نہ میں کوئی نہ تو کوئی نہ یہ کوئی نہ وہ کوئی
پدر کوئی نہ جد کوئی نہ یہ بیٹا نہ وہ بھائی

نہ بیماری سے یہ گریاں نہ وہ آرام سے خنداں
نہ اِسکو ناتوانائی نہ اُسکو تھی توانائی

ہر اک تھا فارغ البال احتیاجِ رنج و راحت سے
غمِ امروزہ اِسکو تھا نہ اُسکو فکرِ فردائی

نہ مرنے پر یہ آمادہ نہ جینے پر وہ دلدادہ
نہ اِسکی حکم برداری نہ اُس کی کارفرمائی

بہرحال ایک حالت تھی ہر اک کی ایک کیفیت
ہر اک اُس بزمِ نور افزائے قدرت کا تماشائی

کسیکو کچھ کسی سے نہ غرض تھی اور نہ مطلب تھا
سب اپنی اپنی جا کیا جانے کسکے تھے تمنّائی

ادب کے ساتھ سب سر کو جھکائے ساکت و صامت
غمِ دنیائے دوں سے بیخبر مستِ تن آسائی

خموشی سے عیاں تھا پیکرِ جسمِ مثالی ہیں
گماں تصویر کا تھا ان میں گویا تھی نہ گویائی

سکوت اسدرجہ تھا باوصف اس انبوہِ خلقت کے
صدائے جنبشِ مژگانِ پشّہ کان میں آئی

یکایک اک ہوا آئی حجابِ قدسِ وحدت سے
اُٹھایا جسنے آکر پردۂ اسرارِ یکتائی

ہوا اک نور اُس پردہ سے ایسا ساطع و لامع
تجلّی جسکی تھی خیرہ کنِ چشمِ تماشائی

احاطہ کر لیا مخلوق کا اُس نور کی ضو نے
حجابِ نطقِ عزّت سے صدا پھر سبکو یہ آئی

نہیں میں کیا تمہارا رب؟ کہا ہاں یکزباں سبنے
نمایشگاہِ قدرت میں تجھے زیبا ہی یکتائی

تو خالق ہے ہمارا ہم تری مخلوق ہیں دی
ترے ہی فیض سے ہم بیزبانوں نے زباں پائی

ندا پھر آئی تمنے سچ کہا میں رب تمہارا ہوں
مگر سمجھے کہ میں نے کیوں تمھیں یہ شان دکھلائی

حبیبِ خاص ہے میرا محمدؐ ابنِ عبداللہ
اُسی کے واسطے ہے آج ساری عالم آرائی

اُسے پیدا نکرتا میں تو کچھ پیدا نکرتا پھر
اُسکی وجہ سے میری ہوئی تمکو شناسائی

حقیقت میں وہ ہے محبوب میرا میں حبیب اُسکا
وہی ہے میرا شیدائی وہی میرا تمنائی

اُسے اعلم کیا ہے میں نے اپنی کُنہِ حکمت کا
ہیں جتنے علمِ مکنوں اُنکی تعلیم اُسکو فرمائی

گروہِ انبیا میں افضلیّت اُسکو بخشی ہے
اُسی کو زیب اس طبقہ میں ہے دعوائے یکتائی

اُسی پر اپنی حجّت ختم کی اپنی رسالت بھی
سکھائے اُسکو سب اسرارِ نہانی و پیدائی

اُسے قوّت عطا کی ہمنے اُسکے دست و بازو سے
علیؑ جو ہے ولی میرا وصی اسکا ہے اور بھائی

کیا ہے میں نے ان دونوں کو اپنے نور سے پیدا
کسی نے ایسی عزّت میرے بندوں میں نہیں پائی

نبوّت اسپہ میں نے ختم کی اسکو ولایت دی
خدائی کی یہی دونوں کرینگے کارفرمائی

علیؑ کی پُشت سے ذرّیتِ احمدؐ نکالونگا
جو مسند پر امامت کی کرینگے جلوہ آرائی

کرو اقرار تم انکی نبوّت اور امامت کا
ہے یہ اقرار فی الواقع مرا اقرارِ یکتائی

محبّت اور اطاعت انکی مینے فرض کی تمپر
اگر قایم رہے اس پر نہوگی تمکو رسوائی

مُحب اِنکا مُحب میرا عدو اِن کا عدو میرا
جناں مشتاق اُنکی اور جہنم اسکا شیدائی

کہا سبنے کہ سمعاً ربّنا کیا عذر ہے ہم کو
یہ نعمت تو نے اپنی مکرمت سے لطف فرمائی

رہیں گے ہم انھیں سے دین و دنیا میں وابستہ
انھیں کے آستاں پر ہم کرینگے ناصیہ سائی

لیا مخلوق سے اقرار جب یہ خالقِ کُل نے
تو بزمِ کُل موجودات کی برخاست فرمائی

فراغت پائی دربارِ خداوندی سے جب سبنے
تو آزادی سے صحنِ عرشِ اعلیٰ کی ہوا کھائی

ملے باہم گر ملتا تھا جن کو جن سے دنیا میں
ہر اک خوشدل ہر اک خوشحال قدرت کا تماشائی

اسی عالم میں تھے سرشار و مستِ جامِ آزادی
کہ آدم کی سواری ناگہاں سب کو نظر آئی

دیا حکمِ سفر سر دفترِ قدرت نے ہم کو سب
چلے دنیا کی جانب پُشتِ آدم پر جگہ پائی

یہ پہلا تھا سفر اپنا مصیبت بھی یہ پہلی تھی
کہاں وہ عرش پیمائی کہاں یہ گام فرسائی

غرض ہم پُشتِ آدم سے جو اُترے دارِ دنیا میں
اب وجد نے اُٹھایا پھر چلے غربت کے سودائی

پھرے دنیا میں میرے جد چڑھائے پُشت پہ مجھکو
مگر رہنے کو میری وجہ سے اک جا نہ جا پائی

تحمل کون کرتا کون اٹھا سکتا تھا بار اپنا
بالآخر ہند میں مجھکو اُتارا جب نہ تاب آئی

جسے عادت پڑی ہو اس طرح پھرنے کی دنیا میں
اُسے کب چین آتا ہے سوائے دشت پیمائی

مرے رزقِ مقدر نے دکھایا مشرق و مغرب
کبھی واں کا پیا پانی کبھی یاں کی ہوا کھائی

کہاں سے میں کہاں آیا کہاں جاؤنگا اب یاں سے
پھر اب تلوا کھجاتا ہے مدد اے آبلہ پائی

ضعیفی آئی لیکن ہیں سفر کی منزلیں باقی
چھلکنے کو ہے جامِ عمر کوئی دم میں موت آئی

یہ میری خستگی و ناتوانی اُسپہ یہ محنت
ابھی کرنی ہے سوئے قبر مجھکو راہ پیمائی

وہاں سے جانا ہے دار السلام اور واں سے محشر میں
معاذ اللہ سفر تو یہ پھر اُس پر میری تنہائی

قدم اُٹھتے نہیں وحشت نے لیکن سر اُٹھایا ہی
مدد اے ناتوانی المدد اے ناتوانائی

غبار اُٹھو زمینِ ہند سے پھر سوچتے کیا ہو
اُٹھاؤ بسترا باندھو کمر تاکے تن آسائی

ٹھہرتے تھے ضرورت پر بھی اتنا تو نہ منزل پر
یہاں آکر تو تم نے بے ضرورت چھاونی چھائی

چلو مکہ چلو کوہِ حرا تو پہلے ہو آئیں
پڑے ہو ایک جا کب سے طبیعت بھی نہ اُکتائی

رسولِ کبریا ہوتے ہیں مبعوث رسالت آج
رجب کی بست و ہفتم سال بھر کے بعد پھر آئی

اسی دن ایک شب کیواسطے آئی ہو وہ شب بھی
ہوئی ہے شاہد و مشہود کی جس شب میں یکتائی

ہوئی ہے دن کو بعثت رات کو معراج پائی ہے
نہ ایسا روز پھر آیا نہ ایسی رات پھر آئی

سُناؤ اب وہی نعتِ نبی لکھی ہے جو تم نے
امینِ وحی نے جو حکمِ حق سے تمکو لکھوائی

مطلع ثانی

چلو رندو گلستاں کو بہارِ بے خزاں چھائی
بیادِ ساقیِ کوثر کریں گے بادہ پیمائی

گھٹائیں اُودی اودی وہ اُٹھیں مغرب کی کیجانب سے
نزولِ رحمتِ خالق ہے وہ مینہ کی پھوہار آئی

زمانہ کی ہوا بدلی تر و تازہ ہوا گلشن
سماں بادِ بہاری باغ جنّت کا اُڑا لائی

ساقی نامہ

کہاں ہے میرا ساقی کہدو اُس سے جام دے بھر کر
غمِ دنیا و دیں سے بے خبر ہے تیرا صہبائی

کہو رندانِ مے آشامِ ایمان و ہدایت سے
جو چلنا ہے تو آؤ کرلیں دم بھر بادہ پیمائی

نہ اترے نشہ جسکا حشر تک وہ مے ہو اے ساقی
جو حق نے عالمِ میثاق میں تھی ہم کو پلوائی

وہ مے میکائل و اسرافیل جس سے مست رہتے ہیں
وہ مے جبریل کو جو خوبیِ قسمت سے ہاتھ آئی

وہ مے کل انبیاؤ مرسلیں مدہوش ہیں جس کے
علائے قدرِ مراتب جسکی لذّت سبنے ہے پائی

وہ مے جسکے صفیّ اللہ نے ساغر چڑھائے ہیں
ہوا پیتے ہی جسکے اُنکو حاصل علمِ اسمائی

وہ مے طوفاں میں جسکے جرعہ کش تھی نوحِ کشتیباں
اُسی کے نشہ میں کشتی سرِ جودی پہ ٹھہرائی

وہ مے جسکا فقط اک جام رغبت سے چڑھایا تھا
کہ دھن ادریس کو رفعت کی سوئے آسماں آئی

وہ مے جسکو خلیل اللہ پیکر آگ میں کودے
اثر نے جسکے گلزارِ جناں کی سیر دکھلائی

وہ مے جسکو پیے آئے منٰے میں جب ذبیح اللہ
چھُری کے نیچے گردن شوق سے حضرت نے ٹہرائی

وہ مے جو آسماں پر زندگی بخشِ مسیحا ہے
وہ مے جس سے کلیم اللہ نے پیغمبری پائی

وہ مے جسکے اثر سے ہیں زمین و آسماں قایم
اُسی سے دین و دنیا ہیں اُسی سے عالم آرائی

وہ مے کیا ہے محبّت خاتمِ پیغمبراں کی ہے
ازل کے میکدہ سے کھینچ کے جو اس دور میں آئی

یہی مے عالمِ میثاق میں دی تھی ہمیں تو نے
کہ جسکے ذائقہ نے آج اُسکی یاد دلوائی

پلا کر پھر وہی مے تازہ کردے جوشِ دل میرا
کہ نعتِ مصطفےٰ میں کر سکوں کچھ نغمہ پیرائی

مطلع ثالث

گروہِ انبیا میں یوں محمدؐ کو ہے زیبائی
کہ جیسے ہو ستاروں میں قمر کی جلوہ افزائی

دلیلِ نازشِ خلاقِ جاں ہے آپ کی خلقت
بنا کر آپ کو خود حق ہوا اپنا تماشائی

فروغِ نامِ اقدس وجہہ آبادیِ دنیا ہے
کہ جیسے روح سے ہو جسمِ انساں کی توانائی

بتوں کو بت پرستوں کو بنامِ حق کیا باطل
بڑھا کر آپ نے کلمہ عیاں کی حق کی یکتائی

علومِ انبیا کیا آپ کو ہے علمِ حق حاصل
خدا نے آپ کو ہر علم کی تعلیم فرمائی

ہوئے منسوخ ادیانِ سلف ایک آپکے دیں سے
خلیلی ہے نہ داؤدی نہ عیسائی نہ موسائی

ازل میں آپ کو پیغمبرِ برحق کیا حق نے
سندِ پیغمبری کی گو کہ بعدِ انبیا پائی

ہوا ہے اور نہ ہوگا کوئی ان کا مثل عالم میں
انھیں زیبا ہے بندے میں خدا کیطرح یکتائی

ہوئیں سر نصرتِ حق سے حنین و بدر کی جنگیں
فرشتوں سے خدا نے آپکی تائید فرمائی

کیا ہے آپکو خالق نے اپنے نور سے پیدا
کہ جسکی روشنی سے مہر و مہ نے روشنی پائی

کوئی کیا آپ کو حق کے سوا پہچان سکتا ہے
کہ بندہ ہیں مگر شانِ خدا بندونکو دکھلائی

حقیقت میں یہی ہیں رازِ اسرارِ الٰہی سے
کہ اس کثرت میں وحدت انکی رہتی ہے تمنائی

ہوا ہے نقشبندِ نقشِ پا ہر سنگ زیرِ پا
یہ تردستی بھلا کب ہاتھ نے داؤد کے پائی

نگہدارِ جلالِ کبریا ہے آپ کا جلوہ
ہوا خواہِ مشیت ہے رضائے شہ کی دانائی

دلیلِ بیّنِ تقدیم حضرت کی حداثت ہے
قِدَم سے ہے حدوثِ ذاتِ شاہِ کل کو ہمتائی

ادا سنجِ قضا و خواہشِ تقدیرِ یزدانی
رضا فہمِ مشیت رازدانِ سرِّ یکتائی

زلیخا انکی عاشق تھی مگر ان کا خدا عاشق
کہاں سے پائیں گے یوسف یہ حسنِ وحدت آرائی

ملایک سے عموماً انبیا افضل ہیں رتبہ میں
مگر ہے افضلیت انبیا پر آپ نے پائی

امینِ حق اسی میں دیکھکر کہتے ہیں وحیِ حق
کہ ہے لوحِ جبیں آئینۂ اسرارِ یکتائی

خضر ہے اک مسافر آپ کی راہِ ہدایت کا
کئے فیضِ ولایت نے حیاتِ جاوداں پائی

نشانِ نقشِ پا سجدہ گہِ روحانیاں حقا
غبارِ خاکِ چشمِ حورِ عیں کی وجہ بینائی

جو تھا لوحِ جبینِ بوالبشر میں نورِ شہ محفوظ — اسی سے پیشِ آدم کی ملائک نے جبیں سائی

جلایا شہ نے دینِ مردۂ حق کو قیامت تک — بھلا دکھلائیں تو عیسیٰ یہ اعجازِ مسیحائی

بلایا آپ کو مشتاق ہو کر عرش پر حق نے — یہ موسیٰ سے تھے کہ جنکو لن ترانی کی صدا آئی

قطعہ در بعثت

ہوئے جب مرحلے چالیس طے عمرِ گرامی سے — تو باغِ قدسِ وحدت سے رسالت کی ہوا آئی

دلِ حق بینِ شہ کو جبکہ پایا خاضع و خاشع — تو اپنے نور کی آنکھوں کو شہ کی بخشی بینائی

ہوا حکمِ خدا در آسماں کے کھول دو سارے — فرشتے باندھ لیں صف قدسیوں کی بھی ہو یکجائی

کہو رضواں سے جنت کی کرے آرائشِ کامل — دکھائیں آج حوریں اپنی رعنائی و زیبائی

خدا نے ساقِ عرشِ پاک سے لے تا سرِ سرور — یدِ قدرت سے اک زنجیر رحم و لطف لٹکائی

پئے جبرئیل و میکائیل فوراً حکم پھر پہنچا — کرو تعمیل جو تمکو ہدایت ہم نے فرمائی

زمیں پر آئے جبریلِ امیں لیکر فرشتوں کو — محمدؐ کے لیے گویا رسالت کی سند آئی

چراتے تھے چچا کی دُنبیاں جس کوہ پر حضرت — وہیں جبریل و میکائیل نے کی بزم آرائی

زمیں پر پاؤں مارا حضرتِ جبریل نے فوراً — دیا اک چشمۂ آبِ مطہر صاف دکھلائی

طریقہ خود وضو کرکے بتایا شاہِ والا کو — علےٰ الظاہر عبادت کی بھی ترکیب انکو سکھلائی

پڑھا حضرت نے اقرا باسم ربک انکے کہنے سے — ہوئی نازاں زبانِ مصحفِ ناطق یہ گویائی

بٹھایا آپ کو پھر کرسیِ عز و کرامت پر — سرِ پُر نور پر تاجِ نبوت نے جگہ پائی

لوائے حمد دیکر ہاتھ میں جبریل نے کی عرض — خدا کی حمد کیجیے جس کو زیبندہ ہو یکتائی

احاطہ کر لیا نورِ جلالِ کبریائی نے — رُخِ انور تک آئی تھی بھلا کب تاب بینائی

گئے سوئے فلک جبریل شہ گھر کی طرف پلٹے — گیاہ و نخل و سنگ و در سے آوازِ سلام آئی

ہوئے جب گھر میں داخل نور چمکا روشنی پھیلی — خدیجہ کو جو یہ تنویرِ روئے شہ نظر آئی

کہا یہ آج کیسا نور ہے ساطع رخِ شہ سے — شہِ والا کے لعلِ لب نے دُر ریزی یہ فرمائی

کہ یہ نورِ رسالت ہی پڑھو تم کلمۂ توحید
پڑھا کلمہ اُنھوں نے عزتِ اسلام ہاتھ آئی

جلالِ کبریا سے جسمِ اطہر میں جو رعشہ تھا
طلب فرمائی چادر اور وہ بی بی دوڑ کر لائی

جو لیٹے حضرتِ خیر الوریٰ وہ اوڑھکر چادر
ندا یا ایّھا المدّثر کی کان میں آئی

اُٹھے فوراً شہِ دیں اور رکھکر ہاتھ کانوں پر
کہا اللہ اکبر اور اپنی شان دکھلائی

لکھا ہے کلّ موجوداتِ عالم میں صدا شہ کی
ہوائے قدرتِ خلّاق انس و جاں نے پہچانی

کہی تکبیر جس جس کو جہاں آوازِ شہ پہنچی
جبال و دشت و بحر و بر زمین و چرخ مینائی

علی ناگاہ آئے سیّدِ والا کی خدمت میں
نبی نے اُنکو بھی اسلام کی تعلیم فرمائی

خدیجہ اور علی یہ سابق الاسلام ہیں حقا
اُنھیں تو عورتوں میں انکو ہے مردوں میں یکتائی

علی کا مرتبہ پیشِ خدا و مصطفےٰ جو ہے
بتائے تو کوئی یہ افضلیّت کس کو ہاتھ آئی

ابو السّبطین زوجِ فاطمہؓ دستِ خدا حیدرؑ
امام و نفسِ پیغمبر وصی داماد اور بھائی

نُصَیری کا خدا کہہ بیٹھنا کفرِ صریحی ہے
مگر کیا کہتے جب شانِ خدا بندوں کو دکھلائی

خدا کے حکم سے یہ شب کو دن اور دن کو شب کردیں
انھیں کو زیبِ موجودات کی ہے کار فرمائی

تری خود رفتگی سے ڈرتا رہتا ہوں غبار اکثر
کہ اس رستہ میں یوں بے سمجھے بوجھے گام فرسائی

خدا کی شان کس مشکل کو کیا آسان سمجھا ہے
خدا کے کام اک بندہ کرے ہے نفی دانائی

علی کی معرفت تو پہلے حاصل کر کہ وہ ہیں کیا
خدا کہلایا کیوں اک بندہ شانِ حق نہ جب پائی

علیؑ ناگفتنی اسرار ہیں خلّاقِ عالم کے
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے یہاں ہے گنگ گویائی

شبِ معراج جو پردہ سے نکلا ہاتھ تھا کس کا
صدا کس کی کہاں سے مصطفےٰ کے کان میں آئی

وہ مطلع پڑھ کہ جس کو سنکے خود ممدوح فرمائے
کہ ہاں اس نظمِ صادق نے سندِ معراج کی پائی

مطلعِ رابع

یہ دورِ آخری ہے پھر ہے شوقِ بادہ پیمائی
خدا کے واسطے اک جام دے ساقی بہار آئی

تجھے معلوم ہے میری حقیقت بادہ نوشی کی
کہ میں خمخانۂ میثاق کا ہوں رندِ صہبائی

شرابِ چشمۂ کوثر ملی جب خاکِ جنّت میں — بنا تب کالبد مجھ رند کا اور آبرو پائی
بلا گو دورِ آخر پر وہی پہلا شرابی ہوں — کہ جتنے انبیا کے ساتھ کی ہے بادہ پیمائی
اُٹھا طاقِ حرم سے شیشۂ و ساغر تامّل کیوں — وہ سمتِ کعبہ سے بادل اُٹھا ٹھنڈی ہوا آئی
مئے عرفانِ وحدت کا اثر ہے نشہ میں میرے — حقیقت میں ازل سے ہوں میں اس بادہ کا صہبائی
مری بادہ کشی کے حضرتِ عیسےٰ مقلّد ہیں — کرینگے ساتھ ساقی کے مرے وہ بادہ پیمائی
سناتا ہوں میں اب کیفیتِ معراج اجمالاً — مگر رندوں سے ابتک کیوں نہ آوازِ درود آئی

مطلع خاص در معراج

جنابِ مصطفےٰ نے عزّت اُس درگاہ میں پائی — جہاں پیغمبروں نے فخر سے کی ناصیہ سائی
نمود و بودِ ہستی آپ کی ہستی کا جلوہ ہے — نہوتے آپ گر تو پھر نہوتی عالم آرائی
خدا شاہد ملک ہوں انبیا ہوں جن و انساں ہیں — کسی نے منزلت پائی نہ وہ جو آپ نے پائی
عروجِ عرشیاں پست آپکے اوجِ تقرب سے — کوئی حد ہے کہاں پہونچے کہاں کی مسند آرائی
رسولانِ سلف کو بھی ملی معراج کی رفعت — علےٰ قدرِ مراتب سبکو یہ توقیر ہاتھ آئی
خلیل اللہ نے بالائے ہوا یہ مرتبہ پایا — چھُری کے نیچے اسماعیل نے یہ منزلت پائی
ہوئی ہے طور پر موسےٰ کو معراج ایک جنگل میں — جہاں فاخلع کی آواز آئی اور نعلین اُتروائی
پئے عیسےٰ بن مریم دار تھی معراج کی منزل — اسی صورت غرض سبکو ملی تشریف والائی
مگر دیکھو مرے مولا کی شانِ عزت و رفعت — شبِ معراج قربِ پردۂ وحدت سے ٹکرائی
سواری لائے ہیں روح الامیں اور عرض کرتے ہیں — خدائے پاک کو ہے انتظارِ شاہِ بطحائی
نہیں ہے خالقِ کل آفریں کو خواب و خور حقا — یہاں ہیں آپ گرمِ خواب و محوِ بستر آرائی
بڑا ہے اہتمامِ آمدِ شہ آسمانوں پر — ہوئی وہ عرش کی تزئیں کہ ہے قدرت تماشائی
کھلے ہیں آج دروازے سپہرِ ہفت منزل کے — سلامِ شہ کو ہے ہر جا ملائک کی صف آرائی
درِ دوزخ ہوئے ہیں بند حضرت کی جو آمد ہے — ہوئی ہے گلشنِ فردوس کی بھی تازہ زیبائی

کھلے ہیں شوقِ شہ میں غُرفہائے روضۂ رضواں
ہر اِک غُرفہ سے حوریں آمدِ شہ کی تماشائی

پھٹا پڑتا ہے جوبن آج تو حورانِ جنّت پر
ہیں غلماں آپ کے دیدارِ انور کے تمنائی

یہ سنکر شہ نے بعدِ غسل پہنا خلعتِ زیبا
سرِ پشتِ بُراق آے برائے عرش پیمائی

چلے اپنی دعا کی طرح سوئے عرش جب حضرت
تو امیدِ شفاعت بھی پکار اُٹھی میں بر آئی

زمین و آسماں کی راہ طے کی آن واحد میں
پہنچکر حدِّ سدرہ پر سواری شہ نے ٹھیرائی

فرشتوں میں ہوا اک شور سبھی ریں پکار اُٹھیں
وہ دیکھو وہ سواری احمدِ مختار کی آئی

بتا سکتا ہے کوئی یاں سے چلکر شہ کہاں پہنچے
کہاں اُترے کہاں بیٹھے کہاں کی بزم آرائی

وہاں پہونچے نہ پہنچا وہم جبریل امیں جس جا
وہاں بیٹھے جہاں تھا پردۂ اسرارِ یکتائی

قِدَم کا تھا جہاں جلوہ وہیں جلوہ تھا حادث کا
حقیقت میں ہوئی تھی ممکن و واجب کی یکجائی

تقرب کی سند گو مل چکی تھی شاہِ والا کو
مگر پھر بھی صدائے اُدْنُ مِنّی بار بار آئی

احد میں اور احمد میں فقط تھا میم کا پردہ
اُٹھا پردہ تو شکلِ معنوی دی ایک دکھلائی

الف بھی ہو گیا واصل جب اسمِ ذات میں آکر
تو باہر حد سے ہشت و چار کی صورت نظر آئی

طلب کر تو غبارِ دشت پیما کو مدینہ میں
طبیعت خاک بیزیِ دکن سے اب تو اُکتائی

گرا ہوں خود نظر سے اپنی اوروں کا گلہ کیا ہے
کہوں کس سے میں حالِ ذلّت و خواری و رسوائی

بھلا ہوں یا بُرا جیسا ہوں آخر آپ ہی کا ہوں
مری شرم آپ ہی کو ہو نہو یا شاہِ بطحائی

گزرنے کو گذر ہی جائے گی ہر حال میں اپنی
مگر ہو خاتمہ بالخیر اس کا ہوں تمنائی

مرے حصّہ کی جنّت جسکو چاہیں آپ دلوا دیں
درِ روضہ پہ ملجائے مجھے حلمِ جبیں سائی

حقیقت میں میں جی جاؤں اگر یثرب میں مرجاؤں
زمیں پاؤں تو پائینِ مزارِ شاہِ والائی

***

نعت سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات متضمن آفرینش نور و ولادت باسعادتِ حضرت
و معجزۂ شق صدر صلعم

مطلع

محشرِ رازِ عدم ہی ہست و بودِ جسم زار
ہر نفَس اسرارِ نفخ صور کا ہی رازدار

۲۰ شعر

نتیجۂ فکر خاکسار سیّد صادق حسین غبارؔ دہلوی بمقام حیدرآباد دکن
اندرون دریچہ ماما

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم صلّ علیٰ محمّدٍ و آلِ محمّد

نعت سرورِ کائنات فخرِ موجودات سیّدِ المرسلین خاتم النّبیین احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مختصر رازِ عدم ہے ہست و بودِ جسمِ زار
ہر نفس اسرارِ نفخِ صُور کا ہے رازدار

محرمِ اسرارِ قدرت ہوں جو رہتا ہوں خموش
جبر ہے رازِ حقیقت کے بیاں پر اختیار

بحرِ ناپیداکنارِ کُن کا اک قطرہ ہوں میں
جزو ہوں کُل کا کہ جیسے یار جُزوِ اختیار

میں نگینِ خاتمِ قدرت کا ادنیٰ نقش ہوں
بے حقیقت ہوں مگر ہوں فی الحقیقت نامدار

پرورش لاکھوں برس پائی ہے اُسکے علم میں
جسکے لفظِ کُن کا اک نقطہ کتابِ روزگار

فی الحقیقت ہے مری تحدیث میں تقدیم بھی
اصل میں ریگِ بیابانِ قِدَم کا ہوں غبار

علمِ نامحدودِ خالق میں تھا میں خلقت کی قبل
ذرّہ تھا گویا تہِ دریائے ناپیداکنار

قبلِ خلقت وہ مرا خالق تھا میں مخلوق تھا
میں نہ تھا لیکن مجھے بندوں میں کرتا تھا شمار

دیکھتا تھا جب بھی چشمِ علمِ قدرت سے یونہیں
جسطرح سے آج مجھکو دیکھتا ہے کردگار

علم سے تھا وہ خبیرِ حالِ نیک و بد مرا
مہد سے لے تا لحد برزخ سے تا دارالقرار

علم میں اُسکے مرے اعمال سارے ثبت تھے
وہ مری نیکی بدی کا کر چکا تھا انحصار

ہو چکی تھی نیستی ثابت مری ہستی سے قبل
تھا ازل سے قبل ہی مجکو ابد کا انتظار

اُسکے علمِ بے تغیّر میں اسی صورت سے تھا
زندگی سے پہلے اپنی موت کا امیدوار

علم تھا اُس کا محیطِ خلقتِ کون و مکاں
علمِ شے تھا قبلِ شے اوّل سے تا روزِ شمار

ابتداے آفرینش مجھکو کچھ کچھ یاد ہے
جسطرح خوابِ گراں میں خواب دیکھے شیرخوار

خلقتِ آدم سے لاکھوں سال پہلے کا ہی ذکر
جب وہی وہ تھا جو ہی خلاقِ نقشِ روزگار

کچھ نتھا جز اسمِ ذات اور وہ بھی اک کنزِ خفی
وحدت اُسکی راز تھی جسکا تھا وہ خود پردہ دار

تحت و فوق و عرش و فرش و نور و ظلمت کچھ نتھا
جنّ و انس و وحش و طیر و برّ و بحر و کوہسار

پست و اوج و انجم و قطب و زمین و آسمان
سال و ماہ و ساعت و دہر و مہ و لیل و نہار

زشت و خوب و حسن و عشق و قبل و بعد و فرد و زوج
نام بھی انکا نتھا ہستی تو ان کی درکنار

کوئی اُس کا جاننے پہچاننے والا نہ تھا
پردۂ وحدت میں مخفی مگر تھا آشکار

قبلِ ایجادِ وجودِ قدرت و قوّت تو ہی
عالمِ ہر علت و علمِ وجودِ روزگار

قبل تھا ہر قبل کے اوّل تھا ہر اوّل کے وہ
مالکِ مُلکِ جلالت صاحبِ عزّ و وقار

اپنے اوصافِ کمالیہ کا خود قایم مقام
سامع و ناظر مگر بے گوش و چشم پردہ دار

علم اُس کا بے تغیّر حکم اُس کا مستقل
سلطنت اُسکی قدیم اور مُلک اُس کا پائدار

تھا وہ پردہ میں مگر پردہ درِ اسرارِ خلق
آپ اُٹھایا اپنا پردہ ہو کر اُسنے آشکار

ظاہر و پوشیدہ خود اپنے ارادہ کی طرح
ناظر و منظور خود آیئنہ خود آیئنہ دار

مستحقِ کبریائی ہیبت و عظمت کے ساتھ
بے نیاز و صاحبِ عزّت حلیم و بُردبار

مبدءِ تقدیرِ قدرت موجدِ ایجادِ خلق
خالقِ کون و مکان و رازقِ ہر مور و مار

ناگہاں مائل ہوئی اُسکی مشیت خلق پر
رازِ وحدت کرنا چاہا آپ اپنا آشکار

اک کلام ایجاد کر کے موجدِ ایجاد نے
نور اک پیدا کیا جسپر ہوئی قدرت نثار

نور تھا یا مخبرِ ذاتِ وجودِ اسمِ ذات
نور تھا یا معنیِ اسمِ صفاتِ کردگار

نور تھا سر دفترِ ایجادِ موجوداتِ خلق
نور تھا سرچشمۂ یکتائی پروردگار

نور تھا یا جوہرِ آیئنۂ اثباتِ حق
نور تھا یا سرِّ سرِّ عینِ الیقینِ کردگار

نور تھا جلوہ گرِ آئینۂ حدت نما
نور تھا زینت دہِ کُنہِ حجابِ نور بار

نور تھا منشورِ فرمانِ قضائے کُنفکاں
نور تھا توقیعِ علمِ فطرتِ قدرت نگار

نور تھا طغرائے لوحِ خلقتِ کون و مکاں
نور تھا عنوانِ تفسیرِ نہان و آشکار

نور تھا بسم اللہِ قرآنِ تحدیثِ قدم
نور تھا دیباچۂ اسفارِ کونِ روزگار

نور تھا آئینۂ بے زنگِ جوداتِ خلق
نور تھا گنجینۂ اسرارِ ذاتِ کردگار

لو سنبھل جاؤ بتاتا ہوں وہ کس کا نور تھا
راز کرتا ہوں خدائے دو جہاں کا آشکار

نعرۂ صلِّ علیٰ سے ہاں ہلا دو عرش کو
آچکا ہے میرے لب تک نامِ نورِ کردگار

مطلعِ ثانی

مقصدِ علمِ خدا کنزِ خفیِ کردگار
کُنہِ اسرارِ حقیقت قدرتِ آمرزگار

وہ ابوالقاسم محمدؐ مصطفےٰ کا نور تھا
خلقتِ مخلوق کا تھا جس کی خلقت پر مدار

نور یہ پیدا ہوا گویا کہ سب کچھ ہوگیا
ہونیوالا تھا جو کچھ اوّل سے تا روزِ شمار

سامنے خالق کے استادہ رہا برسوں وہ نور
دیکھتا تھا چشمِ رحمت سے اُسے پروردگار

بعد ازاں اُس نور سے پیدا کیے بارہ حجاب
ہر حجاب اُس نور کی تنویر کا امیدوار

تھا بجائے خود رفیعُ المرتبت اک اک حجاب
جس سے شانِ قدرتِ خلّاقِ عالم آشکار

حکم پاکر نور وہ داخل حجابوں میں ہوا
ابر میں خورشید آیا نور بخش و نور بار

رہ کے پردوں میں ہوا پردہ درِ اسرارِ حق
سال گزرے کُل حجابوں میں اُسے اسّی ہزار

محوِ ذکرِ خالقِ عالم تھا وہ نورِ مبیں
ہوگئی بنیادِ تقدیس اور تہلیل استوار

پھر بنائے بیس دریا علم کے اس نور سے
تھا ہر اک دریا علومِ حق کا ناپیدا کنار

حکمِ حق سے نور وہ اُن میں ہوا پھر غوطہ زن
علمِ تقدیراتِ قدرت ہوگئے سب آشکار

نکلا جب دریائے آخر سے بہ حکمِ کبریا
علم و حکمت سے ہوا مملو وہ نورِ نامدار

ایک لاکھ اسّی ہزار اُس نور سے قطرے گرے
حق نے اُن سے خلق فرمائے رسولانِ کبار

ایک جوہر پھر کیا اُس نور سے خالق نے خلق
حکمتہً دو حصے اُسکے کر دیے پھر ایک بار

ایک حصہ کی طرف ہیبت سے کی حق نے نظر
ہوگیا وہ آبِ شیریں وصفا و خوشگوار

دوسرے حصہ کیجانب دیکھکر شفقت سے پھر
عرش پیدا کر کے پانی پر اُسے بخشا قرار

نور سے عرشِ بریں کے خلق کرسی کو کیا
نور سے کرسی کے پیدا لوح کی باصد وقار

نور سے پھر لوح کے پیدا کیا حق نے قلم
اے زہے قدرت کیے یوں رازِ وحدت آشکار

حکم فرمایا قلم کو ہاں مری توحید لکھ
یہ سخن سنکر قلم کا ہوگیا سینہ فگار

ہوگیا بیہوش رعب و ہیبت و اجلال سے
ہوش میں آیا نہ جب تک سال گزرے اک ہزار

عجز سے سر کو جھکا کر پھر قلم نے عرض کی
کیا لکھوں اے میرے مالک اے مرے پروردگار

حکم آیا لکھ نہیں معبود کوئی جز اِلٰہ
اور محمد ہے حبیب اُسکا رسولِ ذی وقار

لوح پر کس شد و مد سے کلمۂ طیب لکھا
تھا قلم طغرا کشِ فرمانِ شانِ کردگار

لکھ کے جب فارغ ہوا کلمہ پڑھا سجدہ کیا
بعد اسکے عرض کی اے خالقِ ذی اختیار

یہ محمد کون ہے میں اسکی عزت کے فدا
ساتھ اپنے نام کے جسکو کیا ہے نامدار

وحی فرمائی وہی ہے اے قلم میری مراد
خلقتِ عالم کا اُسکی ذات پر ہے انحصار

میں اگر اُسکو نکرتا خلق کچھ کرتا نہ خلق
تحت و فوق و عرش و فرش و جن و انس و مور و مار

مقصدِ تکوینِ عالم مطلبِ کون و مکاں
مَظہرِ تقدیرِ وحدت مُظہرِ شانِ وقار

میری رحمت بھی وہی ہے میری حجت بھی وہی
ہادیِ جن و ملائک شافعِ روزِ شمار

خاتمہ اُسکی نبوت پر کروں گا خلق کا
ہے اُسی پر میرے اظہارِ حقیقت کا مدار

نامِ اقدس کی حلاوت سے قلم گویا ہوا
السلام اے سیدِ عالم رسولِ ذی وقار

نورِ ختم الانبیا نے بھی دیا فوراً جواب
سنت و واجب ہوئی اسلام میں یوں اُستوار

حکم آیا پھر کہ لکھ اب میری تقدیرِ قضا
کرنیوالا ہوں جو کچھ میں اب سے تا روزِ شمار

بعد ازاں اُس نور سے خالق نے جنت خلق کی
دوستدارانِ محمد جسمیں لیں آخر قرار

پھر دھویں سے آب کے افلاک کو پیدا کیا
کف سے اُس پانی کے پیدا کی زمینِ پُر غبار

مثلِ کشتی کے زمیں اُسوقت ڈانواں ڈول تھی
کر دیا کوہ و جبل سے اُسکا دامن پائدار

اِک فرشتہ کو کیا قدرت سے پھر پیدا معاً
اپنے سر پر لے لیا کوہ و زمیں کا جسنے بار

بعد اسکے اک بڑا پتھر کیا خالق نے خلق
پاؤں جس پر اُس فرشتے کے ٹکیں پایا قرار

پھر بڑی اِک گائے پیدا کی کہ جس کی پُشت پر
ٹھیرا وہ سنگِ گراں جس پر تھا دنیا بھر کا بار

اک بڑی مچھلی جو پیدا کی تو ٹھیری اُسپہ گائے
ٹھیری پانی پر وہ ماہی بزرگِ روزگار

ٹھہرا وہ پانی ہوا پر اور ظلمت پر ہوا
زیرِ ظلمت ہے جو کچھ وہ جانتا ہے کردگار

بعد اسکے کر دیے خالق نے خلق اک آن میں
مہر و ماہ و انجم و تاریکی و لیل و نہار

پھر فرشتوں کو اُسی اک نور سے پیدا کیا
ایک لفظِ نور سے پیدا ہوئے معنی ہزار

مشعلِ نور ایک تھی لاکھوں جلے اُس سے چراغ
ہو گیا اک نور سے ہونا تھا جو کچھ آشکار

بعد اسکے منتقل کرتا رہا اُس نور کو
ایک جا سے دوسری جا آپ صاحبِ اختیار

عرش و کرسی و بہشت و سدرہ میں برسوں رہا
چرخِ اوّل پر لیا اُس نور نے آخر قرار

اہتمامِ خلقتِ آدم کیا قدرت نے پھر
ہر زمیں سے خاک منگوائی گئی بالاختصار

آبِ رحمت میں خمیر اُس کا کیا قالب بنا
ہو گیا مخلوط نور اس میں بصد عزّ و وقار

روح آنکھوں سے تنِ آدم میں جب داخل ہوئی
ہر مقامِ عضو میں سو سال تک پایا قرار

جُمعہ کے دن بعدِ ظہر آدم اُٹھے ہو کر درست
کُل فرشتوں کو ہوا حکمِ خدائے نور و نار

عزّتِ نورِ محمد کے لیے سجدہ کرو
کی فرشتوں نے معاً تعمیلِ حکمِ کردگار

سامنے آدم کے سجدہ میں رہے سب عصر تک
ساجد و مسجود کا حقّا بڑھا عزّ و وقار

ایک ابلیسِ لعیں نے یہ نہ مانا حکمِ حق
ہو گیا مردودِ خالق وہ عدوئے کردگار

طینتِ پہلوئے آدم سے ہوئیں حوّا جو خلق
ہو گئی بنیادِ تخلیقِ خلائق اُستوار

حکمِ حق آیا کہ اے آدم مری تحمید کر
یاد کر پاکیزگی سے تو مجھے اب بار بار

تو مرا بندہ ہے اے آدم تو ہی حوا کنیز
اپنی مخلوقات میں تیرا بڑھایا اعتبار

خاک کے پتلے کو ہے نے اپنی قدرت سے کیا
حاملِ بارِ امانت ہائے عہدِ استوار

میں نے بخشی ہے تجھے عزت اُسی اک نور سے
میری قدرت نے کیا خلقت میں جسکو اختیار

نور وہ نورِ محمدؐ ہے جو ہے میرا حبیب
بہترینِ اولین و آخرینِ روزگار

فی الحقیقت نور اُس کا خاص میرا نور ہے
ہے مری اظہارِ رحمت کا اُسی پر انحصار

وہ سعادت مند ہے اُسکی اطاعت جو کرے
ہے اُسی کے واسطے جنت کے گلشن کی بہار

جو ہو نافرمان اُسکا وہ شقی بدبخت ہے
ہے اُسی کے واسطے دوزخ مقرِ دار البوار

لے مرے اس عہد کو اس کی حفاظت دلسے کر
اِس امانت کا مری تو ہی امین رازدار

رحمہائے پاک و پاکیزہ کے تفویض اسکو کر
پشتہائے طاہر و اطہر میں دے اسکو قرار

عرض کی آدم نے اے خالق مری مالک مرے
یہ ترا بندہ ہے تیرے فضل کا امیدوار

تو نے اپنے لطفِ رحمت سے جو دی نعمت مجھے
شکر اُس کا ہو نہیں سکتا ادا اے کردگار

میری عزت بڑھ گئی میرا شرف دونا ہوا
وہ فضیلت دی مجھے جس سے بڑھا میرا وقار

حمد کرتا ہوں تری تیرا بجا لاتا ہوں شکر
زندگی بھر اس کرامت پر کروں گا افتخار

آدم و حوا کو بعد اس کے کیا تزویج خود
حکمِ حق سے جب ہوئے حوا کے آدم خواستگار

قاضی الحاجات قاضی خطبہ خواں روح الامیں
ساکنانِ عرش و کرسی تھے گواہِ حق شعار

بھیجکر دس مرتبہ آلِ محمد پر درود
دیدیا جب مہر آدم نے ہوئے منت گزار

اللہ اللہ اہتمام اُس نورِ عالمتاب کا
جسکے حامل بو البشر ہوں مہتمم پروردگار

آئے جب دنیا میں آدم نور وہ ہمراہ تھا
تھا بساطِ عرش پر فرشِ زمین کو افتخار

صبحِ اُمیدِ زمیں کا تھا ستارہ اوج پر
خاک کے ہر ذرہ پر خورشید کی ضو تھی نثار

پرتوِ نورِ محمدؐ سے زمیں تھی آسماں
خاک کے ہر تختے سے پیدا تھی جنت کی بہار

مشعلِ نورِ محمدؐ کی جو پھیلی روشنی
فرشِ غبرا کی ہوئی ظلمت چراغِ شام تار

مطلعِ ثالث

گلشنِ قدرت میں ہے اب آمدِ فصلِ بہار — ساقیا اب جام دینے میں ہے کس کا انتظار
دَور پہلا ہے یہ پہلی بزم ہے پہلا ہی جام — رند بھی تیرا اچھوتی مے کا ہے امیدوار
دامنِ تر میرا ہوگا یا مصلّا شیخ کا — یا بنائے گا عمامہ زاہدِ طاعت گزار
اب سنبھل جائیں ذرا رندانِ ہم مشرب مرے — پی چکا میں ساغرِ عرفاں اُترتا ہے خُمار
منتقل ہونے کو ہے اب شیثؑ میں نورِ خدا — ہاں پڑھیں صلِّ علیٰ حُضّارِ محفل بار بار
شیثؑ جب پیدا ہوئے وہ نور پیشانی میں تھا — پرتوِ نورِ جلالت تھا جبیں سے آشکار
عزّت و اجلالِ نورِ کبریا کے واسطے — تھے فرشتے صف بصف مصروفِ حمدِ کردگار
آگے پیچھے شیث کے وہ مجمعِ کرّوبیاں — سیکڑوں سوئے یمیں تھے سیکڑوں سوئے یسار
پرورش پائی حجابوں میں جنابِ شیث نے — تھا مگر حُسنِ جہاں افروز ہر سو نور بار
باغِ عمرِ بو البشر میں جب چلی بادِ خزاں — آئی گلزارِ شبابِ شیث میں فصلِ بہار
ایک دن پاس اپنے بلوا کر یہ آدم نے کہا — اے پسر اپنی اجل کا ہے مجھے اب انتظار
تم مرے نزدیک آؤ تا کہ لوں تم سے وہ عہد — وقتِ خلقت لے چکا ہے مجھ سے جو پروردگار
کہکے یہ آدم نے دیکھا جانبِ چرخِ بلند — تھی مُراد اُنکی جو کچھ واقف تھا اُس سے کردگار
حکم پہنچا کل فرشتوں کو کرو تسبیح ترک — اپنے اپنے پر سمیٹو ہو نہ جنبش زینہار
کھول دو سب غرفہائے قصرِ فردوسِ عُلا — یکقلم موقوف ہو آوازِ شاخ و برگ و بار
تھم گئی فوراً ہوا نہروں کا پانی رُک گیا — دم بخود ہو کر ہوئے چپ کوہسار و آبشار
گوش بر آواز تھی جو شے تھی موجودات میں — تھا صدائے حضرتِ آدم کا سب کو انتظار
وحی آدم کو یہ تب آئی کہو کیا کہتے ہو — عرض کی آدم نے اے خلّاقِ نقشِ روزگار
تو نے جو چاہا کیا جو چاہے گا ہوگا وہی — قادرِ ہر شے ہے تو اے مالک و ذی اقتدار
مجکو تو نے جسطرح جس وقت چاہا کرکے خلق — نور کا اپنے کیا صد شکر امین و رازدار

حاملِ نورِ محمدؐ کرکے ذی عزت مجھے
بڑھ گیا کونین میں میرا شرف میرا وقار

منتقل وہ نور مجھ سے ہو چکا ہے شیثؑ میں
حامل اب اس نور کا ہی یہ پسر طاعت گزار

چاہتا ہوں عہد لوں اس سے کروں تجھکو گواہ
جسطرح مجھ سے لیا ہے عہد تو نے استوار

حکم آیا ہاں وصی کر کے تم اس سے عہد لو
اور فرشتوں کو کرو اس کا گواہ ای نامدار

وحی فرمائی یہ پھر جبرئیل کو تو جا ابھی
ساتھ ہوں تسبیح خواں تیرے ملایک بیشمار

اک حریرا اور اک قلم لیکر وہیں جبرئیل آئے
ساتھ تھے اُنکے ملایک صف بصف ستر ہزار

لکھا آدم نے وہ نامہ مہر کی جبرئیل نے
شیثؑ کے تفویض کر کے کر دیا عہد استوار

اِک لباسِ سُرخ پہنایا جنابِ شیثؑ کو
روشن ایسا روشنیِ مہر جس سے شرمسار

دستِ خیاطِ ازل نے اپنی قدرت سے سیا
کہدیا ہو جا، ہوا تیار ہو کر آشکار

پس وہ نور انکی جبیں میں ساطع و لامع ہوا
لگ گئے تھے اُنکی پیشانی میں گویا چاند چار

جبرئیلؑ اِک حور لائے جسکا بیضا نام تھا
شیثؑ سے باندھا گیا عقد اُسکا باعزّ و وقار

بطنِ بیضا سے ہوئی پیدا انوشِ حق پسند
اُنکی پیشانی میں تاباں تھا وہ نورِ کردگار

جب ہوئے بالغ انوش اُن سے بھی یوہیں شیثؑ نے
نورِ سرور کی حفاظت کا لیا قول و قرار

الغرض وہ نور یوہیں منتقل ہوتا ہوا
تا بہ عبدالمطلب پہنچا بصد عزّ و وقار

صُلب و رحمِ پاک و پاکیزہ میں رہتا تھا وہ نور
یا نبی تھے یا وصی اجدادِ شاہِ نامدار

صُلب عبدالمطلب میں ہوگیا دو حصّے وہ
ہو گیا شق القمر گویا بحکمِ کردگار

ایک عبداللہ کو حصّہ ملا اُس نور کا
جس سے ختم الانبیا پیدا ہوئے باصد وقار

دوسرا حصّہ بحکمِ حق ابوطالب کا تھا
جو تھا نورِ حیدرِ کرّار شاہِ ذوالفقار

یاں نہیں گنجایشِ تقریر تاویلِ سخن
فی الحقیقت ایک ہیں دونوں یہ نورِ کردگار

نورِ واحد سے ہوئے پیدا محمدؐ و علیؑ
اسم واحد ہے مگر دو ہیں مسمّے آشکار

تھا کتابِ علمِ حق کا لفظ ذو معنی وہ نور
اک معنیِ نبی اور اک امامِ حق مدار

اصل میں اک اصل کی دو فرعوں سے ثابت ہوا ۔ مثبتِ شانِ نبوّت ہے امامت کا وقار
شانِ حیدر میں ہی نورِ واحدِ قولِ نبیؐ ۔ جسم و جاں میں ایک ہیں دو نو بحقِ کردگار
مصطفےٰ محبوبِ حق حیدر حبیبِ مصطفےٰ ۔ وہ نبیِ حق نما اور یہ امامِ حق شعار
الغرض نورِ نبی پایا جو عبد اللہ نے ۔ اخترِ تابندۂ قسمت تھا گویا نور بار
شش جہت روشن تھے نورِ حسنِ عبد اللہ سے ۔ شمعِ قدرت تھی کہ روشن تھی میانِ روزگار
ضوفگن تھا نورِ رخ مانندِ نورِ آفتاب ۔ تھا جبیں میں نورِ تابانِ رسولِ ذی وقار
یوں زمینِ مکّہ تھی روشن رُخِ پُر نور سے ۔ چاند سے جس طرح شب ہو غیرتِ نصف النّہار
آرزو کرتے تھے انکی بادشاہانِ جہاں ۔ انکی حسرت تھی زنانِ دہر کو لیل و نہار
یہ شرف مخصوص تھا لیکن برائے آمنہ ۔ جو ہوئیں خیر البشر کی مادرِ عالی وقار
جب وہ وقت آیا کہ حضرت کے قدم چومے زمیں ۔ رازِ تقدیرِ وجودِ ذات کا ہو آشکار
یعنی پیدا ہوں شہِ لولاک سردارِ رسل ۔ آئیں دنیا میں شہِ دنیا و دیں باصد وقار
اہتمام آمد کا پھر تو شاہ کی ہونے لگا ۔ شش جہت میں غل ہوا آتے ہیں فخرِ روزگار

مطلعِ رابع

دیکھ اے ساقی وہ مکّہ سے اُٹھا ابرِ بہار ۔ شائق ہی اب تو ترے رندونکو تیرا انتظار
آج کی ساقی گری میں عذر کرنا ہی حرام ۔ آج ہے جوشِ مُےِ عرفاں جہاں میں آشکار
دورِ دورِ ساغرِ اعجاز ہے آفاق میں ۔ جھوم کر گرنے کو ہی کسریٰ کا طاقِ استوار
میکدہ سے جس طرح بہتی ہی ای ساقی شراب ۔ یوں سماوہ میں بہے گا بحرِ ناپیدا کنار
جس طرح مے پی کے ہو جاتے ہیں لبِ رندونکے خشک ۔ اِس طرح دریائے ساوہ ہوگا خشک و پُر غبار
آج تیرے مست کو ہی حد سے بڑھکر بیخودی ۔ دے خدا کے واسطے اِک جام کیا ہی انتظار
ہو چکے ہیں ختم سب اسبابِ تقدیرِ ظہور ۔ کوئی دم میں ہوگا اب رازِ حقیقت آشکار
ہو رہا ہے بارگاہِ قدس سے انفاذِ حکم ۔ آنے جانے سے نہیں جبریل کو دم بھر قرار

حکم ہوتا ہے کہ اے جبریل جاسوئے زمیں ساتھ اپنے ہر فلک سے لے فرشتے دس ہزار
ہاتھ میں ہر اک فرشتے کے ہو اک قندیلِ نور گردِ مکہ ہوں وہ استادہ بصد شان و وقار
خُلدِ اعلےٰ سے عَلَم لے چار میرے نور کے ہر علم پر کلمۂ طیّب کا ہو نقش و نگار
نصب کر تو اک علم کو جلد کوہِ قاف پر دوسرا بیت المقدّس پر علم ہو نور بار
تیسرا منصوب کر رایت بردے بو قبیس بامِ کعبہ پر علم چوتھا ہو باشان و وقار
سرخ قندیل اک درِ کعبہ میں لیجا کر لگا جو کہ بیروغن ہو روشن نور بخشِ روزگار
حکم دے رضواں کو فوراً ہو بہشت آراستہ ہوں مرصّع گوہرِ قدرت سے نخل و برگ و بار
کھولدے سب غرفہائے گلشنِ خلدِ بریں زینتِ فردوس کو فوراً چلے بادِ بہار
پردہائے نور کو کر نصب زینت کے لیے شامیانہ ابرِ رحمت کا لگائے نور بار
حُسنِ قدرت ساز سے غلمان آرایش کریں زیورِ فضل و کرامت سے کریں حوریں سنگار
مشک افشاں ہو مری موجِ ہوائے مکرمت ابرِ رحمت اہلِ دنیا پر کرے رحمت نثار
حکم دے مالک کو دوزخ کا ہر اک در بند کر اہلِ دوزخ پر ہو تخفیفِ عذابِ ناگوار
آج دنیا میں حبیبِ خاص آتا ہے مرا رحمۃ للعالمیں آتا ہے سوئے روزگار
ہر درِ افلاک کے دربان کو یہ حکم دے آسمانوں پر نہ آنے پائے شیطانِ نابکار
ڈالدو زنجیرِ آتش فوراً اُسکے پاؤں میں وہ رہے چالیس دن تک بندِ قیدِ استوار
ہو رہا ہے اہتمامِ آمدِ نورِ خدا عرش سے تا فرش ہے اک قدرتِ حق آشکار
یک بیک ظاہر ہوئے آثارِ صبحِ نور بخش ہوگیا رازِ خفیِ کنزِ وحدت آشکار
آمنہ فرماتی ہیں مجھپر ہوا خوفِ عظیم جب ہوا وقتِ ظہورِ قدرتِ پروردگار
دفعتاً اوجِ ہوا سے اترا اک مرغِ سفید اپنا پر دل پر مرے کھینچا ہوا دل کو قرار
عورتیں داخل ہوئیں بعد اسکے حجرہ میں مرے آفتابِ عالم افروز اُن کے رُخ سے شرمسار
جامہائے خلد اُن کے جسم میں ہر رنگ کے مشک بیز و مشک ریز و مشکبو و مشک بار

اُنکے ہاتوں میں بلوریں جام تھے سرخ و سفید — شربتِ خلدِ بریں جنمیں بھرا تھا خوشگوار
مجھ سے فرمانے لگے اے آمنہ شربت پیو — اور گوارا ہو نویدِ بہترینِ روزگار
میں نے وہ شربت پیا قلب و جگر روشن ہوئے — مشتعل رُخ سے ہوا اک نور میرے ایکبار
پھر نظر آئے مجھے کچھ مرد بالائے ہوا — اپنے ہاتھوں میں لیے ابریق و طشتِ زرنگار
اِک عَلَم آیا نظر یاقوت کی تھی جس کی چوب — نصب تھا جو بامِ کعبہ پر بصد عزّ و وقار
ناگہاں آوازِ ہاتف آئی یہ اے آمنہ — ہو مبارک یہ پسر تجھ کو بتفضلِ کردگار
مینے دیکھا ہو چکے پیدا رسولِ دوسرا — کر رہے ہیں سوئے کعبہ سجدۂ پروردگار
بہرِ تعظیم شہِ لولاک اُٹھو پڑھکر درود — جلوہ فرما ہو چکا دنیا میں نورِ کردگار
عرش سے تا فرش تھا اک غل مبارکباد کا — نغمہ سنجِ تہنیت جسدم ہوا اُٹھکرِ غبار

غزل مُبارکباد

غُل ہے عالم میں دو عالم کا معیں پیدا ہوا — آج مکّہ میں شفیع المذنبیں پیدا ہوا
جسکے نورِ پاک سے عرشِ بریں پیدا ہوا — وہ فلک قدر آج بالائے زمیں پیدا ہوا
کہتے ہیں روح الامیں حق کا امیں پیدا ہوا — رازدارِ وحدت خلق آفریں پیدا ہوا
ابرِ رحمت کیوں نہ گھر گھر کر تھارے سر پہ آئے — اُمّتیو رحمۃ للعالمیں پیدا ہوا
ابتدا سے جسکے ہو زیرِ نگیں مُلکِ خدا — خلق میں وہ صاحبِ تاج و نگیں پیدا ہوا
حُسنِ یوسف تھا نمونہ جس کے نورِ حُسن کا — آج وہ محبوب ربّ العالمیں پیدا ہوا
اوّل و آخر یہی ہیں باطن و ظاہر یہی — مثل انکے آجتک کوئی نہیں پیدا ہوا
ہی حجابِ قدس وحدت جسکی خلوت کا مقام — وہ رفیع القدر وہ بالانشیں پیدا ہوا
گمرہانِ جہل کو بس اب خدا ملجائے گا — ہادیِ راہِ یقیں سردارِ دیں پیدا ہوا
وہب کہتے ہیں بڑھا کونین میں میرا وقار — آمنہ کے گھر میں ختم المرسلیں پیدا ہوا
جسکی اُمّت کو دیا مرحومہ خالق نے خطاب — خلق میں وہ رحمۃ العالمیں پیدا ہوا

ہوگا اب قرآن نازل آئے گی وحیِ خدا
باعثِ تنزیلِ قرآنِ مبیں پیدا ہوا

جسکی خدمت کے لیے مامور ہیں روح الامیں
آج وہ شاہنشہِ دنیا و دیں پیدا ہوا

شہسوارِ قربِ سبحان الذی اسریٰ جو ہے
قُربِ اَوْ اَدْنٰی کا وہ بالانشیں پیدا ہوا

انبیائے سلف جس شاہ کے تھے پیشکار
مرحبا وہ حاکمِ دنیا و دیں پیدا ہوا

واسطے جسکے بنا ہے عرش و فرش و تخت و فوق
آج وہ نورِ الٰہ العالمیں پیدا ہوا

بت پرستی حق پرستی سے بدلجائیگی اب
بتکدے اب ہونگے مسجد شاہ دیں پیدا ہوا

ہوگی اب نعلیں جسکی زیورِ عرشِ عظیم
وہ حبیبِ خاص ربّ العالمیں پیدا ہوا

خوفِ عصیاں کیا گنہگاری بھی اب ہوگی ثواب
عاصیو دوڑو شفیع المذنبیں پیدا ہوا

ان کو طوفانِ فنا سے تا قیامت ڈر نہیں
لنگرِ کشتیِ افلاک و زمیں پیدا ہوا

خاکِ مکّہ کیوں نہ چشمک زن ہو اوجِ عرش پر
عرش کا سرتاج بالائے زمیں پیدا ہوا

جشنِ میلادِ رسولِ پاک ہی اٹھو غبار
دو مبارکباد خیر المرسلیں پیدا ہوا

مادرِ عالی وقارِ شاہ کرتی ہیں بیاں
جب ہوا پیدا یہ فرزندِ گرامی اقتدار

نور اک ساطع ہوا اس سے مری فرزند کے
بھر گئے جس سے زمین و آسمان و کوہسار

دیکھے میں نے قصرہائے شام و اطرافِ یمن
پرتوِ رخ سے تھی شب غیرتِ وہ نصف النہار

گرد تھے میرے ہزاروں طائرانِ باغِ خلد
اپنے پر کھولے ہوئے سوئے یمیں سوئے یسار

ناگہاں اک لکۂ ابرِ سفید اترا وہیں
ہوگیا آکر محیطِ سرورِ والاتبار

آئی ہاتف کی صدا انکو پھراؤ ہر طرف
مشرق و مغرب زمین و بر و بحر و کوہسار

تاکہ سب پہچان لیں نام و صفت کے ساتھ اسے
جنّ و انس و وحش و طیر و اوج و پست و سوسمار

ابر جب وہ ہٹ گیا دیکھا کہ دستِ شاہ میں
کنجیاں ہیں تین مروارید تر کی آبدار

نصرت و پیغمبری و سودمندی کا نشاں
شاہ کو بخشا خدائی کا خدا نے اختیار

تین دن تک کل فرشتوں نے تہنیت کی ادا | بار یارب خدمتِ شہ ہوتے تھے لیل و نہار
بت پرستوں میں یکایک تہلکہ پیدا ہوا | کفر باطل ہوگیا حق ہوگیا جب آشکار
خشک ہوکر ہوگیا دریاچۂ ساوہ نہاں | کرتے تھے جسکی پرستش ساکنانِ ہر دیار
ہوگیا خاموش دم میں فارس کا آتشکدہ | جو ہزاروں سال تک روشن رہا لیل و نہار
کاہنوں کا علم و سحرِ ساحراں باطل ہوا | ہوگیا شیطاں کی جمعیت میں ظاہر انتشار
وادیِ ارضِ سماوہ میں ہوا دریا رواں | جو نہ دیکھا تھا کسی نے بھی سوائے خارزار
زلزلہ ایوانِ کسریٰ میں ہوا ایسا عیاں | کنگرے چودہ گرے اُسکے نہایت پائدار
جسقدر مکہ میں بت تھے منہ کے بھل سب گر پڑے | ہوگئے عالم میں جاء الحق کے معنی آشکار
اس خوشی میں ہر کلوخ و سنگ نے خندہ کیا | تھی زمیں خندہ زن عرشِ معظم بار بار
قصرہائے سرخ یاقوت اور مروارید کے | خلد میں تعمیر فرمائے گئے ستر ہزار
ایک ماہی ہے طموسا نامی اس درجہ بزرگ | سات لاکھ اُسکی دمیں ہیں اُسکی قدرت کے نثار
پشت پر اُسکی گزر سکتی ہیں گائیں سات لاکھ | ہے کلاں ہر گائے دنیا بھر سے باشان و وقار
سینگ ہیں ہر گائے کے ستر ہزار اک رنگ سبز | قوتِ حق سے نہیں یہ بار اُسکو ناگوار
جب ہوئے ختم الرسل پیدا تو کی اُسنے خوشی | خلق اُلٹ جاتی اگر ساکن نکرتا کردگار
کیوں نہوں روح القدس محوِ تماشا بزم میں | اب نقابِ چہرۂ مدحت اُلٹتا ہے غبار

مطلعِ پنجم

مرحبا صلِّ علیٰ اے سیدِ والا تبار | آپ ہیں سر دفترِ تقدیرِ فضلِ کردگار
آپ محبوبِ خدا ہیں آپ مطلوبِ خدا | آپ ہیں الحق مرادِ خالقِ لیل و نہار
آپ اگر پیدا نہوتے کچھ نہوتا خلق میں | آپ ہی ہیں خلق سے الحق مرادِ کردگار
آپ ہیں مصباحِ بزمِ وحدتِ خلق آفریں | آپ ہیں مفتاحِ قفلِ رحمتِ پروردگار
آپ ہیں آئینۂ اسرارِ لولاک لما | آپ ہیں گنجینۂ انوارِ ربِّ نور و نار

آپ کی ہر آرزو ہے آرزوئے ربِّ کُل
آپکی اُمیّد کا ہے اسمِ ذاتِ اُمیدوار

آپ کی خوشخوئیوں کا معتقد رضوانِ خلد
آپکی دلجوئیوں کی رحمتِ حق خواستگار

نقشبندِ سنگِ کعبہ آپ کا نقشِ قدم
نخلبندِ باغِ جنّت آپکے رُخ کی بہار

آپ ہیں شیرازہ بندِ دفترِ کون و مکاں
آپ ہیں جلوہ طرازِ قدرتِ پروردگار

آپ یکتا ہیں بایں ہنگامۂ مخلوقِ کُل
ہوگئی ہے آپ سے کثرت میں وحدت آشکار

دُرّۃ التّاجِ سرِ عرشِ معلّےٰ نقشِ پا
ہیں خطوطِ نقشِ پا خطِّ جبینِ روزگار

آپ ہیں سرکردۂ حوّا و آدم بالیقیں
آپ ہیں سردفترِ پیغمبرانِ ذی وقار

سجدہ گاہِ خازنِ خلد آپ کا نقشِ قدم
توتیائے چشمِ حور العیں روضہ کا غبار

آپ ہیں سرچشمۂ اخلاق و فضلِ کبریا
آپ ہیں سرمایۂ جود و عطائے کردگار

آپ ہیں خیر البشر خیر الانام و خیرِ خلق
آپ ہیں فخرِ جہاں فخرِ رسولانِ کبار

آپ ہیں دُرِّ یتیمِ قدرتِ خلق آفریں
آپ ہیں لطفِ عمیمِ رحمتِ پروردگار

آپ ہی ہیں ابتدائے آفرینش کا الف
آپ ہی پر انتہائے خلق کا ہے انحصار

تھا بری شرکت سے سایہ کی قدِ نور آفریں
جسطرح سے لاشریکِ جلّہٗ ذاتِ کردگار

سایۂ حق آپ ہیں سایہ میں سایہ ہی محال
آپ ہیں نورِ خدا پرتو فروزِ نور و نار

باوجودِ قوّت و قدرت سہے ظلمِ قریش
آپ تھے مختارِ کُل لیکن کیا جبر اختیار

دوستوں کی بزم میں ہر رنگ خوئے دوستاں
دشمنوں سے رزم میں بُرّو بسانِ ذوالفقار

آپ کے لطفِ نظر سے دشت گلزارِ جناں
آپ کے فیضِ قدم سے خارزار اک لالہ زار

قاسمِ نار و جنان و مالکِ مُلکِ خدا
حاکمِ روزِ الست و شافعِ روزِ شمار

مطلعِ ششم در معجزۂ شقِ صدر

آپکی خُردی سے ہے شانِ بزرگی آشکار
آپ ہیں طفلی میں بھی فخرِ رسولانِ کبار

آپ اُمّی ہیں مگر ہیں اَعلمِ علمِ خدا
آپ ہیں ہر علم کے دریائے ناپیداکنار

آپکا بچپن بھی ہے حدِّ کمالِ عزّ و فضل | آپ تھے وقتِ ولادت ہی بزرگِ روزگار
آپ آدابِ خدا کے تھے ادب آئے ہوئے | تربیت کو تھے ملایک سینکڑوں لیل و نہار
ایک دن میں ہوتے تھے معلوم آپ اک ماہ کے | ہوتے تھے اک ماہ میں یکسالہ حضرت آشکار
حکمِ حق سے تھی نمایاں آپ کی بالیدگی | شانِ خالق تھی نموے جسمِ شاہِ نامدار
دو برس گذرے جو عمرِ سیّدِ لولاک کے | نوجوانوں میں جہاں کے ہوتا تھا شہ کا شمار
ناگہاں آیا دلِ حق بینِ شہ میں ایک دن | چلکے دیکھیں برّ و بحر و کوہسار و آبشار
طبعِ اقدس مائلِ نظارۂ قدرت ہوئی | منظرِ آیاتِ حق کی دید کا دل خواستگار
لی حلیمہ سے اجازت آپ نے اصرار سے | گو کہ تھی اک دم کی بھی اُنکو جدائی ناگوار
آئے صحرا میں غرض بھائی رضاعی ساتھ تھی | کوہ و صحرا کا تماشا دیکھنے آئی بہار
جب ہوئے صحرا میں داخل آپ پھیلا نورِ رخ | بوئے زلفِ عنبریں سے دشت تھا سب مشکبار
شہ کے استقبال کو اترائی پھرتی تھی ہوا | بہرِ پابوسی زمیں پر لوٹتا تھا سبزہ زار
ہر کلوخ و سنگ و کوہ و کاہ سے آئی صدا | اَلسّلام اے حامد و احمد رسولِ کردگار
رحمتِ حق اُسپہ ہو جو آپ پر ایمان لائے | آپکا دشمن ہے ماخوذِ عذابِ ناگوار
دیتے تھے اخلاق سے اُنکے سلاموں کا جواب | دیکھتے جاتے تھے آیاتِ الٰہی بار بار
آمدِ شہ کی خبر سنکر اُٹھا مشرق سے مہر | دھوپ چھاؤں کا کیا زیرِ قدم فرش ایکبار
جب تمازت ناگوارِ خاطرِ اقدس ہوئی | دھوپ میں سونلا گیا روئے شہِ عالی وقار
اِک تلاطم ہو گیا کرّوبیانِ عرش میں | ترک کی تسبیح سب نے بڑھ گیا یہ انتشار
حکم سحائیلی کو پہنچا حجابِ قدس سے | ترک کر تسبیح باندھ اپنی کمر اب استوار
دھوپ سے میرے حبیبِ خاص کو تکلیف ہے | لے کے جا فوراً تو اک ابرِ سفیدِ آبدار
سائباں کر اُس کا بالائے سرِ ختم الرّسل | یہ تری خدمت ہی بس خدمت سے اپنی ہوشیار
دفعتاً ابرِ سفید آکر ہوا سایہ فگن | ظلِّ حق پر ہو گیا رحمت کا سایہ آشکار

پانی گرتا تھا مگر کیچڑ رہِ شہ میں نہ تھی — جذب کر لیتی تھی ہر قطرہ زمینِ مرغزار
اک درختِ خشک خُرما کی طرف آئے جو آپ — ہو گیا فوراً وہ شاداب اور آئے اُنہیں بار
بیٹھکر کچھ دیر اُسکے سایہ میں آگے چلے — ناگہاں کچھ دور پر آیا نظر اک سبزہ زار
مائلِ گلگشت طبعِ اقدس و اعلا ہوئی — جھوم کر جیسے بڑھے سوئے چمن ابرِ بہار
بھائیوں سے شہ نے فرمایا کہ تم ٹھیرو یہیں — چاہتا ہوں میں کروں سیر اس چمن کی ایکبار
کہکے یہ اُس باغمیں آیا چمنبندِ ازل — ہو گیا فیضِ قدم سے وہ چمن باغ و بہار
خُلد کے باغوں سے تھا اک باغ وہ لاریب فیہ — قدرتِ حق نے جو چاہا ہو گیا بس آشکار
دفعتاً پیدا ہوا تھا بہرِ دلچسپیِ شاہ — خستگیِ سیر ہو تا طبعِ اقدس پر نہ بار
وہ چمن تھا یا نمونہ صنعتِ صانع کا تھا — وہ چمن تھا یا بہارِ قدرتِ پروردگار
سبزہ اُسکا سبزۂ حُسنِ حسینانِ جہاں — خاک اُسکی غازۂ رخسارِ خلدِ پُر بہار
تھا ریاحین و گُل و لالہ سے یوں آراستہ — جسطرح ہر ہفت ہو کوئی عروسِ گلعذار
تھا ہر اک گل میں ہزاروں طرحکا رنگین رنگ — تھا رگِ گل سے ملائم تر اگر تھا کوئی خار
طائرانِ خوشنوا رنگیں ادا نغمہ کناں — جنکی منقاریں مرصّع کار و پر زرّیں نگار
باغباں سے مطمئن صیّاد سے بیخوف و بیم — جنبشِ گلبانگ بھی جنکو زفیرِ ناگوار
ہر قدم پر صنعتِ صانع میں فرماتے تھے غوض — باغ تھا فیضِ نظر سے منظرِ باغ و بہار
چلتے چلتے شاہ نے دیکھا وہ اک کوہِ کلاں — جسکی اونچائی تھی اوجِ آسماں کے ہم وقار
ہو گیا اُس کوہ پر چڑھنے کا میلان آپکو — تاکہ دیکھیں کوہ سے پست و بلندِ روزگار
دیکھکر یہ رنگ سجیائیل نے نعرہ کیا — پھر کہاں پست ہوئے کوہ کیا ہے انتظار
چاہتا ہے تجھپہ چڑھنا بہترینِ مرسلاں — واسطے اُسکے تو خاضع ہو بحکمِ کردگار
سنکے یہ فوراً زمیں میں وہ سمایا اسقدر — بے تأمّل چڑھ گئے اُسپر شہِ عالی وقار
کوہ کے جب [illegible] فرمائی حضرت نے نظر — دیکھا اک صحراے وحشتناک و دشتِ خارزار

خاطرِ اقدس میں آیا واں بھی چلکر دیکھئے | تھے مگر دشتِ بلا میں مار و کژدم بیشمار
حکم سحیائیل نے اُنکو دیا چھپ جاؤ سب | تا نہ دیکھیں سیدِ کونین تم کو زینہار
اُترے شہ اس کوہ سے داخل ہوئے اس دشت میں | بانبیوں میں چھپ گئے سب مار و عقرب ایکبار
ایک چشمہ آپکو آیا نظر واں ناگہاں | جسکا پانی سرد شیریں۔ صاف سُتھرا خوشگوار
گرد اس چشمہ کے فرشِ سبزۂ فیروزہ رنگ | حاشیہ پر جسکے گل ہر رنگ کے تھے لہر دار
اک شجر آیا نظر جسکی گھنیری چھاؤں تھی | جسمیں گل ہر رنگ کے ہر قسم کے تھے جسمیں بار
چشمہ سے پانی پیا قلب و جگر ٹھنڈے ہوے | استراحت آپ نے فرمائی واں انجام کار
ناگہاں حکمِ خدا پہنچا یہ تب جبرئیل کو | جا مرے بندہ کی خدمت میں بعجز و انکسار
ساتھ ہوں میکائل و اسرافیل و دردائیل بھی | ہم جلیس اس کے رہو جا کر باآداب و وقار
آئے جبرئیلِ امیں تینوں ملک بھی ساتھ تھے | قاعدہ سے بیٹھے نزدیکِ شہِ رفرف سوار
نام سب پھر شاہ کے لیکر کیا سب نے سلام | پھر کئے عرضِ مناقب شہ کے بیحد و شمار
شہ نے فرمایا کہ تم سب کون ہو کیا نام ہے | بولے یہ جبرئیل عبد اللہ ہے یہ خاکسار
بولے میکائیل کہتے ہیں عبد اللہ سے مجھے | ہنسکے بولے شاہ ہم تم سب ہیں عبدِ کردگار
پاس تھا جبرئیل کے اک طشتِ یاقوتِ جناں | پاس میکائیل کے ابریق سبز و زرنگار
جبرئیل آگے بڑھے منہ رکھا منہ پر شاہ کے | بھر دیئے سینہ میں سب اسرارِ علمِ کردگار
بعد اسکے غور کی سمجھو انھیں سیکھو انھیں | حکمت و بُرہاں سکھائے آپ کو پھر بیشمار
نور کو حضرت کے ستر حصہ پھر زاید کیا | کسکی طاقت تھی جو دیکھے روئے شاہِ نامدار
چت لٹا کر پیٹ سے اپنے چاک کر کے پھر شکم | دل نکالا اسمیں سے اک نقطۂ اوہام کار
وسوسوں سے بغض سے رشک و حسد سے کبر سے | کر دیا شہ کے دلِ حق بیں کو صاف آئینہ وار
آبِ جنت سے وہ دل دھوتے تھے جبرئیلِ امیں | اور میکائیل پانی ڈالتے تھے بار بار
بعد اسکے کیسۂ جنت سے اسرافیل نے | اک نکالی مہر زریں رشکِ مہر زرنگار

جسپہ دو سطروں میں خطِ نور سے تھا یہ رقم
ہے خدا واحد رسول اسکا محمد ذی وقار

کی وہی مُہرِ ضیا بخشِ جہاں بینِ دو کتف
حرف اُبھر آئے ہوا وہ نقش ایسا استوار

تھی یہی مُہرِ نبوّت عزّت افزائے رسول
ختم قرآنِ رسالت پر ہوئی مُہر آشکار

اب نہ آئیگا نبی کوئی نہ بعد ان کے رسول
انکا دیں قایم رہے گا ابسے تا روزِ شمار

ختم ہے ان پر رسالت خالقِ ذوالمجد کی
اب ہدایت کا امامت پر رہے گا انحصار

جب یہ سب کچھ ہو چکا خلعت کرامت کا دیا
بڑھ گیا کل انبیا پر جس سے شہ کا اقتدار

زیبِ تن پیراہنِ خوشنودیِ خالق کیا
اور اُڑھائی پھر ردائے ہیبتِ پروردگار

سر کو کی تاجِ کرامت سے سرافرازی عطا
جامۂ رفعت پنھایا جسم میں پھر نوربار

چُست باندھی پھر کمر بندِ محبت سے کمر
پاؤں میں نعلینِ خوف و بیم تھی با صد وقار

اک عصائے منزلت دستِ مبارک میں دیا
شان و شوکت ہو گئی شانِ نبوّت پر نثار

حکمِ حق سے اک ترازو لائے دردائیل پھر
جسکے ہر پلّہ میں آجائیں زمین و کوہسار

شہ کو اک پلّہ میں رکھا دوسرے میں کل خلق
عرش و فرش و دشت و کوہ و جن و انس و مور و مار

شہ کا پلّہ لیکن اسپر بھی زمیں پر ہی رہا
ہو گیا ثابت کہ ہیں افضل رسولِ ذی وقار

الغرض شہ سے ہوئے رخصت گئے چاروں ملک
یاں رہے شہ محوِ سیرِ منظرِ دشت و بحار

دیر جب گذری بہت پلٹے نہ ختم الانبیا
ساتھیوں کو سیّدِ لولاک کا تھا انتظار

جستجو ہر چند کی لیکن نہ جب پایا نشاں
بڑھ گیا ہر اک کا رنج و اضطراب و اضطرار

آئے روتے پیٹتے پیشِ حلیمہ سب پسر
مضطر و مغموم و مایوس اشک ریز و اشکبار

کی بیاں کیفیتِ گم گشتگیِ رہنما
سنتے ہی یہ گر پڑیں غش سے حلیمہ ایکبار

ہوش آیا کی صدائے شیون و زاری بلند
پا برہنہ دوڑتی تھیں ہر طرف دیوانہ وار

کہتی تھیں رو کر کہ اے دلبند اے نورِ نظر
مردمِ چشمِ تمنّا تم کہاں ہو ماں نثار

مادرِ مہجور و غم دیدہ کو دکھلاؤ وہ شکل
شاق ہے اے سیّدِ کونین تیرا انتظار

یہ صدا اسنکر حلیمہ کی ہوا اک شور و غل
مرد و زن نکلے قبیلہ بھر کے با احوالِ زار

جُست و جو میں شاہِ دیں کے دوڑتی تھی ہر طرف
بیحواس افسردہ دل افسردہ خاطر اشکبار

جب حلیمہ نے نہ پایا سرورِ دیں کا پتا
دوڑیں مکّہ کی طرف گریاں بحالِ اضطرار

پیشِ عبد المطّلب پہنچیں بجو با آہ و فغاں
عرض کی دو دن سے گم ہیں سیّدِ والا تبار

یہ خبر سُنتے ہی عبد المطّلب غش ہو گئے
ہوش میں آکر غلاموں کو دیا حکم ایکبار

میرا گھوڑا لاؤ فوراً تم مسلّح ہو کے آؤ
لب پہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ تھا اُنکے باربار

بامِ کعبہ پہ چڑھے پھر اور یہ فریاد کی
جمع ہوئے آلِ غالب آلِ فہر آلِ نزار

آلِ مُرّہ آلِ کعب آلِ لوی آلِ مضر
آلِ عدنان آلِ معد آلِ نضر آلِ قدار

وقت ہے امداد کا اے آلِ ہاشم تم بھی آؤ
ہے مجھے اسدم نہایت سخت مشکل روبکار

سنکے عبد المطّلب کی یہ صدائے خوفناک
ہو گئے سارے قبائل جمع با صد انتشار

عرض کی اے سیّد و سردار اے شاہِ عرب
کیا ہوا فرمایئے تو جلد دل ہیں بیقرار

رو کے فرمایا محمدؐ کا پتا ملتا نہیں
گم ہے دو دن سے مرا فرزندِ عالی اقتدار

باندھ لو ہتیار گھوڑوں پر چڑھو تیار ہو
ایک کر دو جُست و جو میں برّ و بحر و کوہسار

خانۂ کعبہ کی کھاتا ہوں قسم سن رکھیں سب
گر نپاؤں گا محمدؐ کو صحیح و برقرار

میں عرب بھر کو ہلا دوں گا محمدؐ کے لیے
خون کے دریا بہا دے گی یہ تیغِ آبدار

مکّہ کے جتنے یہودی ہیں کرونگا سبکو قتل
نام بھی انکا نہ رکھوں گا جہاں میں زینہار

مُتّہم جانوں گا میں اس امر میں جس قوم کو
قتل اُس کا مجھکو لازم ہے بحقِّ کردگار

سُنتے ہی یہ حکم مکّہ میں پڑا اک تہلکہ
نالہ و زاری کی بامِ چرخ تک پہنچی پکار

جب چڑھے گھوڑے پہ عبد المطّلب با صد غضب
ہمرکاب اُنکے ہوئے اشرافِ مکّہ دس ہزار

ہر قبیلہ کے جوانوں کو دیا حکمِ تلاش
جنگلوں میں ہر طرف پھیلا دیئے صدہا سوار

یاں ابو مسعود و ورقہ ابن نوفل اور عقیل
مکّہ آتے تھے یمن سے اپنے گھوڑوں پر سوار

اتفاقاً اس بیاباں میں ہوا ان کا گذر — جلوہ فرما تھے جہاں شاہنشہِ والا تبار
پرتوِ نورِ جبیں سے وادیِ ایمن تھا دشت — ہر کلوخ و سنگ تھا فیضِ نظر سے نور بار
ساتھیوں سے بولا یہ ورقہ کہ میں حیران ہوں — اس بیاباں کی طرف آیا گیا ہوں تین بار
میں نے یاں چشمہ کبھی دیکھا نہ کوئی نخل ہی — دشت تھا یہ اک کفِ دست آج ہیں سبزہ در کنار
دیکھتے ہو اے ابو مسعود تم اور اے عقیل — بولے وہ سچ کہتے ہو بڑھتی ہے حیرت بار بار
آؤ دیکھیں تو سہی شاید کوئی عقدہ کھلے — آ کے یہ کہکر قریبِ نخل وہ تینوں سوار
دیکھا اک طفلِ حسیں بیٹھا ہوا ہے چشمہ پر — جسکے چہرہ سے عیاں ہے قدرتِ پروردگار
اور حیرت بڑھ گئی کانپا ہر اک کا بند بند — ڈرتے ڈرتے عرض کی اک نے بعجز و انکسار
تو فرشتہ ہے کہ کوئی جن ہے اے طفلِ حسیں — امر میں تیرے ہمیں حیرت ہے بیحد و شمار
باوجودِ کمسنی تنہا ہے اس جنگل میں تو — کوئی مونس ہے نہ یاور ہے نہ کوئی غمگسار
ہنسکے فرمایا فرشتہ ہوں نہ کوئی جن ہوں میں — بلکہ ہوں فرزندِ آدم بندۂ پروردگار
پوچھا پھر کیا نام ہے جد و پدر ہیں تیرے کون — کس قبیلہ سے ہے تو یانتک ہوا کیونکر گذار
شہ نے فرمایا محمد ابنِ عبد اللہ ہوں — جد ہیں عبد المطلب ہاشم کے پورِ نامدار
رہنمائی سے خدائے پاک کی آیا ہوں یاں — ہوں ہدایت کا اسی کی ہر گھڑی امیدوار
سنکے یہ گھوڑوں سے اترے سب کہا اے مرحبا — تو عرب کا شاہزادہ ہے ہمارا شہریار
تیرے جد کے پاس پہنچا دیں اگر راضی ہے تو — پائی جب مرضی تو گھوڑے پر کیا شہ کو سوار
جانبِ مکہ چلے جاتے تھے خوش خوش شاہ دیں — ناگہاں اک سمت سے اٹھتا ہوا دیکھا غبار
ساتھیوں سے شہ نے فرمایا کرو شکرِ خدا — جستجو میں میری وہ آتے ہیں جدِ نامدار
پہنچے جب نزدیک عبد المطلب لشکر سمیت — کودے گھوڑے سے وہ شہ کو دیکھکر بے اختیار
روئے بیتابی سے لیکر گود میں فرزند کو — گاہ سینہ سے لگاتے تھے کبھی کرتے تھے پیار
کہتے تھے رو کر کہ اے نورِ نظر تو تھا کہاں — تیرے گم ہونے سے مجکو زندگی تھی ناگوار

میں اگر تجھکو نپاتا حشر کردیتا بپا
لطف ونعماتِ خدائے پاک کا کرکے بیاں
حق نے کی تھی جسکو بچپن میں کرامت یہ عطا
آپ پیغمبر تھے جب آدم تھے بینِ ما ر و طین
قبلِ بعثت کرتے تھے اپنی شریعت پر عمل
عُمر کے چالیس پردوں میں رسالت تھی نہاں
جب حجابِ عمر کے چالیس پردے اُٹھ چُکے
کُلِّ مخلوقات کے پیغمبرِ ہادی ہوئے
کم سے کم ہو شکر تیرا جس قدر ہو اے خدا

ایک کافر کو نہ زندہ چھوڑتا میں زینہار
داخلِ مکّہ ہوئے شاہِ گرامی اقتدار
آج وہ مبعوث ہوتے ہیں بحکمِ کردگار
آپ پر پیغمبری کا تھا ہمیشہ سے مدار
آپ تھے روح القدس سے بھی موّید باوقار
تھا مگر فیضِ رسالت شاہِ دیں کا آشکار
ہو چُکے یعنی چہلسالہ شہِ گردوں وقار
ختم قرآنِ رسالت ہوگیا بالاختصار
اُمّتِ ختم النّبی میں ہوگیا میر اشمار

تو بقدر اپنی عطا کے دے مجھے حُبِّ رسول
دامنِ آلِ نبی ہو اور ہو دستِ غبار

نعت سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات سید المرسلین شفیع المذنبین خاتم النبیین ابوالقاسم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ

مطلع

ہیں ساکنانِ اوجِ فلک اُس دیار میں

کہتے ہیں بےزوال جسے روزگار میں

۴۴ شعر

از تصنیفات ذاکر و مداح اہلبیت اطہار خاکسار سید صادق حسین غبار دہلوی بمقام حیدر آباد دریچۂ ماتا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم صلّ علےٰ محمدؐ و آلہ

نعت سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات سیّد المرسلین شفیع المذنبین خاتم النبیّین احمدؐ مجتبیٰ محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ

ہیں ساکنانِ اوجِ فلک اُس دیار میں
کہتے ہیں بےزوال جسے روزگار میں

سچ ہے بڑے مزے میں گذرتا ہے اُنکا وقت
اصلا نہیں تمیز اُنھیں لیل و نہار میں

دنیا سے کچھ غرض ہے نہ مطلب ہے دین سے
آزاد اپنی زندگیِ خوشگوار میں

فکر و تردداتِ زمانہ سے بے خبر
مشغول دہر کے نہ کسی کاروبار میں

آلام کا خیال نہ آرام کی ہوس
صبر اختیار میں ہے نہ جبر اختیار میں

کوئی ہوس اُنھیں نہ کسی قسم کی ہے یاس
مایوس میں نہ زمرۂ اُمیدوار میں

پروا فراق کی نہ تمنّا وصال کی
دل اشتیاق میں نہ کسی اضطرار میں

اے ساکنانِ چرخِ بریں تم مزہ میں ہو
تم مبتلا ہوئے نہ کسی حالِ زار میں

کیا جانو تم کہ نام ہے کس شے کا انقلاب
رہتے ہو تم تو حفظِ خدا کے حصار میں

تمکو ہماری ہم کو تمھاری خبر نہیں
تم اپنے کار میں ہو تو ہم اپنے کار میں

کھانے کی تم کو فکر نہ پینے کی فکر ہے
دکھ میں ہو مبتلا نہ صداع و بخار میں

جینے کی آرزو نہ تمھیں مرگ کا خیال
خوشحالیوں میں خوش نہ حزیں حالِ زار میں

روتے ہو تم نہ ہنستے ہو خوش ہو نہ رنج میں
پژمردۂ خزاں نہ شگفتہ بہار میں

اہل و عیال ہیں نہ عزیز و رفیق ہیں
رہتے ہیں دشت میں نہ کسی کوہسار میں

طفلی نہیں جوانی و پیری نہیں تمھیں
بے اعتبار ہو نہ کسی اعتبار میں

زندوں میں ہو کہ مُردوں میں بتلاؤ تو سہی
آخر تمھیں خیال کریں کس شمار میں

جھگڑوں سے حُسن و عشق کے بیباک و پاک ہو
اُلجھے کبھی نہ گیسوئے پُر پیچ و تار میں

محروم ہو نہ وعدۂ دیدارِ یار سے
ناکام ہو نہ وصلِ بُتِ گلعذار میں

سینے میں دل نہ دل میں کسی قسم کا ہے درد
تن پر ہے سر نہ سر ہے کسی کے کنار میں

کیا جانو تم کہ ہے طپشِ دل میں لطف کیا
کیا کیا ہیں لذّتیں خلشِ نوکِ خار میں

آنکھیں نظر میں ہیں نہ کسی شوخ چشم کی
نازِ نظر نہ چشمِ بصیرت شعار میں

جز ذکرِ حق زباں بھی کسی کام کی نہیں
جسمِ مثال کی ہو مثال اُس دیار میں

چُپ چاپ بیٹھے پڑھتے ہو تسبیح رات دن
قائم ہو بس اطاعتِ پروردگار میں

جس کام میں خدا نے ازل میں لگا دیا
مصروف آج تک ہو اُسی ایک کار میں

معصوم ہو گناہ و خطا سے بری ہو تم
عرفاں نہیں ہے گرچہ تمھیں نور و نار میں

تم اپنی دُھن کے پکّے ہو واللہ پکّے ہو
کچھ ہو غرض تم اپنے نہیں اختیار میں

اللہ والے ہو تمھیں کیا رنج و فکر سے
کیوں غم کرو کہ ہوتا ہے کیا روزگار میں

گہوارۂ زمین و فلک ڈانواں ڈول ہو
تم مطمئن ہو حفظِ خدا کے حصار میں

جنبش ہو تم کو اپنی جگہ سے محال ہے
سو زلزلے بھی آئیں اگر کوہسار میں

غمہائے روزگار سے فارغ ہو الغرض
ہر طرح خوش ہو زندگیِ سازگار میں

دیکھو ہمیں کہ رہتے ہیں کن مشکلوں میں ہم
اُلجھے ہوئے ہیں رنج و غمِ روزگار میں

اک سر ہزار درد تو اک دل ہزار غم
ہر قسم کے ہیں داغ دلِ داغدار میں

دنیا کا ہے خیال کبھی دین کی ہے فکر
ہیں مطمئن کبھی تو کبھی اضطرار میں

فصلِ خزاں میں موسمِ گُل کی ہوس میں ہیں
پژمردہ دل ہیں تازگیِ نو بہار میں

بیمار ہیں کبھی تو کبھی تندرست ہیں ۔ محلوں میں ہیں کبھی کبھی کُنجِ مزار میں

جلوہ گہِ نمائشِ قدرت ہے اپنی آنکھ ۔ سب دیکھتے ہیں گردشِ لیل و نہار میں

دنیا کے دیکھتے ہیں نشیب و فراز ہم ۔ کرتے فکر صنعتِ پروردگار میں

ناکامیاب ہیں تو کبھی کامیاب ہیں ۔ بیکار ہیں کبھی تو کبھی کاروبار میں

مرنے کے واسطے جیے جاتے ہیں رات دن ۔ زندہ ہیں ہم اجل کے فقط انتظار میں

ممتاز ہم ہوئے طپشِ دل کے ہاتھ سے ۔ لذّت ہمیں ملی خلشِ نوکِ خار میں

تکلیف میں ہیں راحتِ اہل و عیال سے ۔ زندہ بگورِ زندگیِ مستعار میں

دنیائے دوں کے دھندوں میں گو ہیں پھنسے ہوئے ۔ لیکن ہیں پھر بھی طاعتِ پروردگار میں

فرماں روائے مملکتِ کائنات ہیں ۔ جاری ہمارا حکم ہے شہر و دیار میں

عصمت شعار بھی ہیں خطاکار بھی ہیں ہم ۔ قوت ہر ایک طرح کی ہے اختیار میں

اپنا نہ ایک دن نہ تمہارے ہزار سال ۔ سجدہ قبول اپنا تمہاری ہزار میں

ہم قائم الصّلوٰۃ ہیں ہم تارک الصّلوٰۃ ۔ اس پر بھی ہم ہیں مرحمتِ کردگار میں

ہم کو کیا خدا نے خلیفہ زمین کا ۔ ہے اعتبار اپنا ہر اک اعتبار میں

ہم بہترینِ صنعتِ صنّاعِ خلق ہیں ۔ اشرف کیا ہے خلقتِ ہجدہ ہزار میں

ہر شے ہمارے واسطے خالق نے خلق کی ۔ ہر چیز ممکنات کی ہے اختیار میں

دنیا کے آئے دن کے نئے انقلاب سے ۔ کرتے ہیں خوض قدرتِ پروردگار میں

ہم میں نبی ہوئے ہیں ہمیں سے رسول ہیں ۔ بخشا خدا نے فخر ہر اک افتخار میں

ہم ہیں سے چُن لیا ہے امامت کے واسطے ۔ ہم منتخب ہیں عزّت و جاہ و وقار میں

ہم کو دیا خدا نے امامت کا مرتبہ ۔ ہم ہیں امینِ رازِ خدا روزگار میں

تم سے سوا ہماری عبادت کا اجر ہے ۔ مخصوص ہم ہیں طاعتِ پروردگار میں

دیکھو ہماری شانِ بزرگی کو غور سے ۔ ہم تم سے بڑھ گئے کہیں شان و وقار میں

ہم عالمِ علومِ خدائے علیم ہیں — رازِ نہفتہ ہیں سخنِ آشکار میں
ہم کو خدائے عزّ و جل نے کیا صفی — ہمکو کیا بزرگِ جہاں روزگار میں
وجہِ خدا ہمیں ہیں لسانِ خدا ہمیں — روحِ خدا ہیں ہم بدنِ روزگار میں
اللہ کے خلیل ہمیں ہیں ہمیں کلیم — ہم مفتخر ہوئے ہیں ہر اک افتخار میں
ہم کو خدا نے عرشِ بریں پر بلایا ہے — ہمکو ملا ہے اوجِ کمالِ وقار میں
ہم میں سے انتخاب کیا ایسا اک حبیب — جس کا نہیں شریک کوئی اقتدار میں
وہ سیّدالرّسل ہے وہ ہے فخرِ انبیا — ہے بہترینِ خلق صغار و کبار میں
بسم اللہِ صحیفۂ قدرت کیا اُسے — بھیجا رسول کرکے اُسے روزگار میں
بھیجا ہے اُسکو خلق میں رحمت کی شان سے — وہ حُجّتِ خدا ہے صغار و کبار میں
کرتا اگر نہ خلق اُسے خالقِ انام — ہوتے نہ ہم تو تم تھے بھلا کس شمار میں
آؤ تمھیں سنائیں وہ مدحِ شہِ اُمم — تمنے سنی نہوگی جو اپنے دیار میں

مطلعِ ثانی

یوں نورِ شہ ہے جلوہ فگن روزگار میں — جسطرح شمع خانۂ تاریک و تار میں
مصروف ہوں جو مدحِ شہِ نامدار میں — محفوظ ہوں حمایتِ پروردگار میں
انکا ہی نور سب سے مقدّم ہوا ہے خلق — فرقِ حدوث ہے قِدَمِ کردگار میں
مخلوق بھی ہیں باعثِ مخلوق بھی ہیں آپ — ہیں جزو و کل کے جیسے کہ بار اختیار میں
جاری ہے حکم آپ کا دونوں جہان میں — جو کچھ خدائی میں ہے وہ ہے اختیار میں
ہیں آپ سیّدالرسل و فخرِ انبیا — یکتا ہیں آپ نامِ خدا ہر وقار میں
مجموعۂ کمالِ خدا ہیں جہاں میں آپ — ہیں مظہرِ صفاتِ خدا روزگار میں
ہیں آپ قبلۂ امم و کعبۂ انام — ہیں آپ مقتدائے جہاں ہر شعار میں
مخلوق کے مطاع ہیں خالق کے ہیں مطیع — واجب اطاعت آپ کی ہے روزگار میں

جبریل ایک خادمِ دیرینہ آپ کا — میکال ایک زمرۂ طاعت گزار میں
دیکھے ہوئے ہیں آپکی آنکھوں کا ہم سواد — کیا امتیاز ہو ہمیں لیل و نہار میں
نقشِ نگینِ خاتمِ تقدیرِ حق ہیں آپ — نامی ہیں حق کی سلطنتِ پائدار میں
ہیں آپ ایک حاکمِ با اختیارِ خلق — دنیا کا ہے سفید و سیہ اختیار میں
ہیں آپ ایک آیتِ بُرہانِ کبریا — ہیں آپ ایک حُجتِ حق روزگار میں
ہیں آپ ایک محرمِ اسرارِ اسمِ ذات — کنزِ خفی ہیں قدرتِ پروردگار میں
ہیں آپ ایک عالمِ علمِ خدا بحق — ہیں رازدارِ سرِّ خدا آشکار میں
ہیں آپ ایک صدرنشینِ مقامِ قُرب — ہے برتری حضور کو عزّ و وقار میں
ہیں آپ اک خلاصۂ ایجادِ ممکنات — مثل آپ کا نہیں ہے کوئی روزگار میں
ہیں آپ ایک رازِ خدائے بزرگ کے — ہیں آپ اِک دلیلِ خدا روزگار میں
ہیں آپ ایک راہ نمائے طریقِ حق — ہے خضر کا سفر بھی اِسی رہگذار میں
بسم اللہِ صحیفۂ احقاقِ حق ہیں آپ — تفسیرِ کُن فکاں کتبِ کردگار میں
سر دفترِ خلائقِ کونین آپ ہیں — سرچشمۂ حقائقِ حق افتخار میں
گر آپ حکم دیں تہ و بالا ہوں تحت و فوق — ہے ممکناتِ ہر دو سرا اختیار میں
جنبش اگر کریں تو ہو زیر و زبر جہاں — کچھ کچھ ہے شان ابروؤں کی ذوالفقار میں
جا آپ کے محبّوں کی تحتِ لوائے حمد — جا دشمنوں کی آپ کے دار البوار میں
ہیں آپ عاصیوں کو ذریعہ نجات کا — بس آپ کا سہارا ہے اُس گیر و دار میں

قطعہ

تکبیر کی صدا پسِ بعثت جو کی بلند — اک زلزلہ پڑا فلکِ بے مدار میں
ارض و سما و دشت و جبال و بحار و بر — پہنچی ہر اک نہان و ہر اک آشکار میں
کیا پُر اثر تھی سیدِ لولاک کی صدا — تاثیر کر گئی تھی دلِ کوہسار میں

ہر چیز سے صدا ہوئی تکبیر کی بلند
سکہ جمایا سلطنتِ کردگار میں

جو آرزو سے حق تھی نکالی وہ آپ نے
وحدت ہوئی خدا کی عیاں ہر دیار میں

گونجی صدائے کلمۂ توحید اس طرح
ظاہر ہوئی خدا کی صفت روزگار میں

قطعہ

آتے ہیں آپ عرشِ بریں پر بحکمِ رب
جاتے ہیں ظلِّ رحمتِ پروردگار میں

معراج کی ہے شب سحرِ نور بارِ عید
رحمت ہے عام دائرۂ روزگار میں

محبوبِ کبریا کی سواری کا روز ہے
ہے شانِ حق عیاں شہِ رفرف سوار میں

وہ تاجِ نور زیبِ سرِ تاجدارِ خلق
وہ خلعتِ شرف بدنِ نور بار میں

آیا ہے اک براق چراگاہِ خلد سے
یکتا ہے جو کہ صنعتِ پروردگار میں

تھا جو شہِ ہدا کی سواری کا اہتمام
دیکھا کبھی فلک نے نہ وہ روزگار میں

روح الامیں عناں کش و میکال ہمرکاب
قدسی جلو میں رحمتِ حق انتظار میں

آئی وہ آئی دیکھو سواری حضور کی
ہر سو یہی ہے غل فلکِ بے مدار میں

غرفوں سے حوریں جھانک رہی ہیں جھکائے سر
چھنتا ہے نور گردِ قدم کے غبار میں

سرگرمِ اہتمام ہیں کرّوبیانِ عرش
ہلچل پڑی ہے چرخِ بریں کے حصار میں

قدسی ہیں صف بصف ادب قاعدہ کے ساتھ
آنکھیں بچھا رہے ہیں ملک رہگذار میں

دیکھو کھلا وہ رازِ حجابِ نگاہ کا
اندازۂ خیال ہے اب کس شمار میں

گوشہ اُٹھا وہ پردۂ اسرارِ غیب کا
پائی وہ بار بارگہِ کردگار میں

اسوقت جس مقام میں آئے ہوئے ہیں آپ
کرّوبیانِ عرش ہیں یاں اضطرار میں

آدمؑ سے تا بحضرتِ عیسےٰ کوئی نبی
ہمسر نہیں ہے آپکا اوج و وقار میں

ہے عبد محو حق صفتِ عینِ ذاتِ حق
فرقِ احمد و احد کا اٹھا اس عیار میں

میں تو کہوں گا واصلِ بالذّات آپ کو
آیا کرے جو آتا ہے فرق اعتبار میں

جائے سخن نہیں ہے یہ پردہ کی بات ہے
پردہ ہی کیا رہا سخنِ آشکار میں

کسکی کہاں سے آتی ہے آواز چپ غبار
کیا دخل ہم کو مصلحتِ کردگار میں

ہم کیوں نصیریوں کو برا کہکے ہوں برے
کچھ تو انھوں نے دیکھا شہِ ذوالفقار میں

دریائے نورِ حق کے ہیں دُرِّ یتیم آپ
سلکِ لآلیِ رسلِ نامدار میں

ہیں آپ ممکناتِ دو عالم کی ابتدا
آدم سے آپ بڑھ گئے اس افتخار میں

حق کی طرف ہیں آپ تو حق آپ کی طرف
آئینہ دل میں اور دل آئینہ دار میں

نورِ خدا ہیں آپ ظہورِ خدا ہیں آپ
حکمِ خدا ہیں سلطنتِ پائدار میں

خالق گواہ آپ کے خُلقِ عظیم کا
حلمِ خدا ہے آپ کے حلم و وقار میں

نور آپکا قدیم ہے حادث ہیں گرچہ آپ
لیکن ہے یہ حدوثِ قدم کے شمار میں

احصائے مدحِ سیّدِ عالم محال ہے
باراں کے قطرے آنہیں سکتے شمار میں

جاں نذر دوں پہنچ کے زمینِ مدینہ پر
حسرت ہے بس یہی دلِ امیدوار میں

یارب برآئیں بانی و ساعی کی حاجتیں
رکھ ان کو اپنے حفظ و اماں کے حصار میں

یارب رہے نظامِ دکن زندہ تا بدہر
باقی رہے یہ نام سدا روزگار میں

اقبال و جاہ و دولت و اعزاز و ملک و مال
دائم رہیں حفاظتِ پروردگار میں

بدخواہِ سلطنت کو ہمیشہ ذلیل رکھ
گردش دے اسکو گردشِ لیل و نہار میں

یارب تو شاہزادوں کو رکھ اپنے حفظ میں
ہوں کامیاب دہر کے عزّ و وقار میں

ظلِّ خدا کے سایہ میں پروان انھیں چڑھا
بہرِ رسولؐ و صدقۂ آلِ کبار میں

بھر دے زمیں کو آصفِ سابع کی نسل سے
سب حکمراں ہوں مملکتِ روزگار میں

یارب ہوں میں بھی تیرے کرم کا امیدوار
عمر اپنی ہو رہی ہے بسر انتشار میں

دنیا کی سب بلاؤں سے دیکر مجھے نجات
محشور کرنا زمرۂ ہشت و چہار میں

نعت سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات خاتم المرسلین شفیع المذنبین فخرِ عالم اشرفِ اولادِ آدم

محمد مصطفےٰ صلعم

مطلع

مرا شوقِ جنوں انگیز سودا پھر ہے زوروں پر

فلک کیطرح پھر پھرنے لگی آنکھوں میں دشت و در

۲۵۶ شعر

از تصنیفات خاکسار سیّد صادق حسین دہلوی ابن سیّد رحمت علی مرحوم بمقام

حیدرآباد دکن دریچۂ ماتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علیٰ محمد و آلہ

نعت سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات خاتم المرسلین شفیع المذنبین سید الانبیا ابوالقاسم محمد مصطفیٰ

مرا شوقِ جنوں انگیز سودا پھر ہے زوروں پر
فلک کی طرح پھر پھرنے لگے آنکھوں میں دشت و در

دلِ خودکام پابندِ خیالِ کامرانی ہے
ہم اپنی آنکھ سے دیکھا کیے ہیں خواب یہ اکثر

تڑپتا ہے جو دل ضبطِ نفس سے کام لیتا ہوں
خموشی سے عیاں کرتا ہوں گویائی کے ہیں جوہر

جیئے جاتا ہوں مرنے کی تمنا میں بہرحالت
بامیدِ نگاہِ لطفِ ساقیِ کرم گستر

نتیجہ دیکھنا ہے مجھکو اپنی تلخ کامی کا
کہ ان دشواریوں میں ہوتی ہیں آسانیاں کیونکر

شرابِ بیخودی کے نشہ میں ہوں مست خودداری
مری دیوانگی دانائی کی حد سے نہیں باہر

مرا سرمایۂ نازش کمالِ بے کمالی ہے
مبارک مدعی کو فخر اپنی ذی کمالی پر

اضافی وصف پر مغرور ہونا ہے تنک ظرفی
نہیں سر کو اٹھاتے جو شجر ہوتے ہیں بارآور

تکلف سے بری ہے حسنِ اندازِ جنوں اپنا
گراں قیمت ہوا ہوں میں متاعِ بے اثر ہوکر

مری فرسودگی آسودگی ہے عجز عزت ہے
مری بیمائیگی سرمایۂ شاہی سے ہے بہتر

فغاں سے کام لیتا ہوں نوائے صورِ محشر کا
اٹھیں خوابیدگانِ کنجِ مرقد کروٹیں لیکر

بڑھا جب جوشِ سودا خود بخود چارہ ہوا اسکا
ہواؤں نے رگِ ابرِ بہاری میں دیا نشتر

بڑا تھا زمزمہ سنجی پر اپنی نازِ بلبل کو
کوئی کہدے سنے میری غزلخوانی یہاں آکر

غزل

مشامِ یار تک پہنچا ہوں میں پھولوں کی بو ہو کر
سبکروحِ تجرّد ہو گیا ہوں آرزو ہو کر

تصوّر سے مرے کر کے گمانِ جستجو اپنا
حجاب پردۂ دل میں چھپا وہ آرزو ہو کر

لبِ نازک کے بوسے لے رہی ہے عین محفل میں
کہاں پہنچی مرے دل کی تمنّا گفتگو ہو کر

تبا اے آرزوئے وصل لپٹوں کسطرح اُس سے
جو آتا ہے تصور میں بھی اک بیگانہ خو ہو کر

یہ خونِ سخت جاں ہے رنگ لائیگا عجب کیا ہے
اگر شمشیرِ قاتل کا بہے پانی لہو ہو کر

حقیقت میں اسے تاثیرِ حسن و عشق کہتے ہیں
کہ اپنا آپ عاشق ہوں ترا حسنِ نکو ہو کر

رہا کرتا ہوں ہر دل میں پھرا کرتا ہوں عالم میں
کسیکی آرزو ہو کر کسی کی جستجو ہو کر

بڑھا دی اور میری بیقراری واہ کیا کہنا
مرے پہلو میں آئے وہ دلِ صد آرزو ہو کر

امیدِ فصلِ گل میں اس کا دم نکلا تو اے گلچیں
رہیگی روح بلبل باغ کے ہر گل میں بو ہو کر

بہار آئی بہار آئی کا غل ہے آج رندوں میں
غبار اُٹھا زمین باغ سے بے آبرو ہو کر

مطلع ۲

گھٹا ٹوپ ابر اٹھا ہے ہوا چلتی ہے جاں پرور
کوئی ساقی سے کہدے کشتیِ مے کا اُٹھا لنگر

خبر اُڑتی سی پائی ہے صبا سے موسمِ گل کی
نہیں پھولوں سماتی بلبل اب گلزار کے اندر

ہوا کی سنسناہٹ گدگداتی ہے جو غنچوں کو
تو گونج اُٹھتا ہے گلشن نغمۂ گلبانگ سے یکسر

بہم کچھ مشورہ کرتے ہیں مرغانِ چمن بیٹھے
وہ دیکھو گھات میں بیٹھا ہے صیّادِ جفا پرور

قفس کی تیلیاں تارِ نظر سے کسکے باندھی ہیں
نظر بندی سے طائر جاسکیں گے کس طرح چھٹکر

تر و تازہ ہے عالم ہر طرف مہکار پھیلی ہے
ہوائیں لے اُڑیں ہیں نکہتِ گل باغ کے باہر

مزا تو ہو اگر سنبل کسی گیسو سے لڑ جائے
حسیں آئے ہوئے ہیں گیسوؤں کو پیچ دیدیکر

ہوائیں چل رہی ہیں پتیاں پھولوں کی گرتی ہیں
جنھیں منقار میں بلبل لیے پھرتی ہے شاخوں پر

بڑھی ہے قوتِ نامیہ فیضِ ابرِ باراں سے
درخت اپنی جگہ پر آسماں سے لڑتے ہیں ٹکر

گل و بلبل کے حسن و عشقِ دیرینہ کا افسانہ
زبانِ حال سے کہتے ہیں غنچے ہمزباں ہوکر

گل و بلبل میں بحث آکر پڑی ہے کون اچھا ہے
یہی ہر اک کا دعویٰ ہے کہ مجکو فوق ہے تجھ پر

دلیلِ دعوئی بلبل ہے نغمہ سنجیاں اُسکی
ذرا چہکی ہوا اک وجد طاری اہلِ گلشن پر

دلیل اک یہ بھی ہے پرواز کی طاقت پر دمیں ہے
کبھی اس شاخ کے اوپر کبھی اُس شاخ کے اوپر

دلیل اک اُسکے دعوے کی ہے یہ بھی جو مدلل ہے
کہ دنیا کے چمن جاگیر موروثی ہیں سرتاسر

یہ دعوے گل کا ہے میں اپنی زیبائی میں یکتا ہوں
حسینوں کے گلے کا ہار ہوں گہہ زینتِ بستر

مجھے حاصل ہے یہ فخر و شرف گلزارِ عالم میں
سحر دم دیکھتا ہے اُٹھ کے میرا منہ شہِ خاور

میں وہ رنگیں ادا ہوں نازکی میں میں وہ یکتا ہوں
بنایا شاعروں نے مجکو ہمرنگِ رُخِ دلبر

نسیمِ صبح لیجاتی ہے میری بو زمانہ میں
پہنچتا ہوں دماغوں تک ہوائے خوش اثر ہوکر

مرے زیرِ اثر زینت میں معشوقانِ عالم ہیں
بناتے ہیں کبھی گجرا پہنتے ہیں کبھی زیور

دلائل یوں تو اکثر اپنے دعوے کیلیے لایا
مگر ہے اک دلیل ایسی کہ جس سے ہے وہ بالاتر

وہ کہتا ہے کہ ہے خوشبو پہ میری مست اک عالم
جہاں سونگھا کسی نے کہدیا صل علے ہنسکر

سبب یہ ہے مری ہر دلعزیزی اور نکہت کا
ہے خلقت میں مری آبِ رُخِ ختمِ رُسل مضمر

وہی ختمِ رُسلؐ جس کو شہِ لولاک کہتے ہیں
وہی ختمِ رسل جو ہے حبیبِ حضرتِ داور

ابو القاسم محمدؐ مصطفےٰ پیغمبرِ برحق
خدا کا ہو درود اُس پر اور اُسکی آلِ اطہر پر

ہے جسکا جشنِ بعثت آج باقر بیگ کے گھر میں
خدا دے اجر اس کا اُنکو ہو مقبول پیغمبر

غبار اب وقت آیا ہے تری مدحت طرازی کا
مگر سنبھلے ہوئے اہلِ زباں یاں جمع ہیں اکثر

جناب نظم ہیں رنگیں ہیں برجیس و قدرت ہیں
نگین و ہادی و ہجر و فروغ و ماہر و خاور

ضیا اُستاد میرے نور و ضو وارفتہ و فاضل
رشید و میر و لمعہ زار و کاشف بیگم و برتر

ہر اک شیوا بیاں نکتہ رسِ طرزِ فصاحت ہے
سخن داں و سخن آرا سخن گستر سخن پرور

نہیں آساں کچھ دعوائے نظم انکی صحبت میں
پھر اسپر ہے تری بیمایگیِ علم کا بھی ڈر

مگر سنتا ہوں بدنیکوں کے پیچھے بخشے جاتے ہیں
عجب کیا ہے کہ دامن میں تجھے لے لیں ذی جوہر

بس اب وہ مطلعِ مقبولِ طبعِ بزم پڑھتا ہوں
جزاک اللہ فرمائیں رسولِ حق جسے سنکر

مطلع ۳

مرادِ خالقِ یکتا حبیبِ حضرتِ داور
محمدؐ مصطفیٰؐ صلوا علیہ و آلہ الاطہر

چراغِ مجلسِ عرفاں سراجِ محفلِ ایقاں
فروغِ صبحِ ایماں سیدِ لولاک پیغمبر

دلیلِ اسمِ ذاتِ حق وکیلِ قادرِ مطلق
جلیل القدر ذی رتبہ عظیم المرتبت سرور

کلیمِ طورِ سینائے حجابِ پردۂ وحدت
خلیلِ کعبۂ عرفانِ ذاتِ حضرتِ داور

ضیائے نیرِ عظمت جلائے گوہرِ عزت
ہوائے پردہ بردارِ جلالِ خالقِ برتر

لسان اللہ و روح اللہ و وجہ اللہ و عین اللہ
امین اللہ و سیف اللہ شانِ قدرتِ داور

وجودِ ہستیِ عالم نمودِ خلقتِ آدم
دلیلِ کن وکیلِ حق خلیلِ خالقِ اکبر

نگہدارِ وقارِ حق مدارِ اختیارِ حق
مصدقِ پیشکارِ حق زمیں یاور فلک یاور

ادا سنجِ قضائے رب رضا فہمِ ہوائے رب
ثبوتِ اعلائے حق مہیں برتر مہیں بہتر

طلوعِ طالعِ صبحِ ازل معنیِ لفظِ کن
فروغِ مطلعِ شامِ ابد ہم مقطعِ محشر

یہ ہیں رکنِ رکینِ بزمِ قدسِ قدسیاں منزل
یہ ہیں حصنِ حصینِ حفظ و اجلالِ قضا منظر

قدیم الخلق ہیں لیکن ہیں حادث شاہی زہے عزت
کہ اطلاقِ قدم کا شک ہوا جاتا ہے حادث پر

زمیں پر آسماں ہیں آسماں پر عرشِ اعظم ہیں
سرِ عرشِ معظم پردہ دارِ عظمتِ داور

یہی یہ تھے نہ تھا جب کچھ ہوئی جب یہ ہوا سب کچھ
حجابِ قدس میں تھے دلمیں جیسے روح تن پرور

یہی ہیں مطلبِ یٰسین یہی ہیں مقصدِ طٰہٰ
یہی ہیں معنیِ قرآں یہی ہیں مصحفِ اکبر

نشانِ نقشِ پا کے ہو مقابل ہو نہیں سکتا
زمین و آسماں میں لاکھ چمکے خسروِ خاور

گنہ گاروں کا پردہ رکھ لیا ضد کرکے خالق سے
بالآخر وعدۂ یعطیک لیکر ہی اٹھے سرور

نہ لیتے کام اگر ہاتھوں سے اپنے زورِ بازو کے
نہ تھا ممکن بتوں سے پاک ہوسکتا خدا کا گھر

ترقی کا اگر یہ پست فطرت حکم پا جائے
لگائے چرخِ ہفتم کو زمیں اُٹھکر ابھی ٹھوکر

اگر حکمِ سکون و گردش ان دونوں کو ملجائے
بسانِ قطب سیّارہ ہو تو چکّر کرے محور

جبینِ عرش کی زینت ہوئی ہے نام سے انکے
مزّین ہو گیا کرسی کا اِن کے نام سے منبر

سوائے کبریائی کبریا نے دے دیا اِن کو
دو عالم میں جو کچھ پیدا ہوا یا ہو گا تا محشر

جو چاہیں انقلابِ پستی و بالا شہِ والا
زمین و آسماں دم بھر میں ہو جائیں تلے اوپر

یہ ہیں وہ مصحفِ ناطق کہ ہے کہ ہے قرآں کلام انکا
زبان سے کام احکامِ خدا کے لیتے ہیں سرور

کیا بزمِ جہاں کو شمعِ دینِ پاک سے روشن
ہوئے ادیان سب منسوخ انکا دین تا محشر

کمربستہ ہیں جبریلِ امیں دربار میں انکے
خمیدہ سر ہیں اسرافیل و عزرائیل چوکھٹ پر

نمودِ حق کی عظمت کا نتیجہ حق کی رحمت کا
یہی ہیں رحمۃٌ للعالمین و شافعِ محشر

گزشتہ اُمتوں پر انکی اُمّت کو فضیلت ہے
کہ عالِم انکی اُمّت کے نبیّوں کے ہوئے ہمسر

نہیں یہ عام لیکن من قبیل العام لے سمجھو
ائمہ سے ہے مقصودِ حدیثِ خاص پیغمبر

ہوئے آدمؑ جو مسجودِ ملایک ہے یہی باعث
کہ تھا لوحِ جبیں میں انکے نورِ انورِ سرور

قبولِ توبۂ آدم کا باعث بھی یہ ہیں حقّا
یہ گو فرزند ہیں اُنکے مگر اُن سے کہیں بہتر

دیا بعد وفات ادریس کو حق نے مکاں بالا
رفعنا لک سے ذکر انکا ہے اُن سے بھی کہیں برتر

دئے میوے جناں کے بعدِ مرگ ادریس کو حق نے
انھیں اور انکے بچوں کو دیئے دنیا میں تازہ تر

خدا سے موسیِ عمراں نے اک جنگل میں باتیں کیں
خدا نے اِن سے باتیں کیں مقامِ قدس میں اکثر

قطعہ در معجزہ

نظیرِ معجزاتِ انبیا ہیں معجزے ان کے
خدا نے جو انھیں بخشے وہ ہیں اُن سے بہت بہتر

سنیں اہلِ ولا اک معجزہ میں نظم کرتا ہوں
پسِ بعثت جو حضرت نے کیا ظاہر زمانہ پر

شہِ لولاک ختمی مرتبت پیغمبرِ برحق
کہیں تھے جلوہ فرما مسندِ عزّ و جلالت پر

امیر المومنیںؑ تھے اور چند اصحاب بھی حاضر
کہ آیا اِک گروہِ مشرکیں نزدیکِ پیغمبر

سبھوں کا سرغنہ بوجہل تھا جو تھا شدید الکفر
بڑا سرکش بڑا مشرک بڑا کافر بڑا خودسر

کہا حضرت سے تم کرتے ہو دعویٰ بھی رسالت کا
پھر اسپر کہتے ہو ہوں انبیا سے افضل و برتر

اگر تم راست گو ہو معجزے تو اُنکے دکھلاؤ
یہ کہکر چار فرقہ ہو گئے اُن کے بہمدیگر

کہا اک نے کہ طوفاں نوحؑ کا دکھلائیے ہمکو
کہ غرق اُمّت ہوئی اُنکی سلامت وہ رہی کیونکر

کہا یہ دوسرے نے آیتِ موسیٰ وہ دکھلاؤ
پہاڑوں کو کیا کس طرح اونچا قوم کے سرپر

کہا پھر تیسرے نے حالِ ابراہیمؑ دکھلاؤ
ہوئی بردو سلام آتش خلیل اللہ پر کیونکر

کہا چوتھے نے عیسیٰ کا دکھاؤ معجزہ ہم کو
خبر دیتے تھے کھانے اور ذخیرہ کرنیکی اکثر

یہ سنکر سیّدِ لولاک نے اُن سب سے فرمایا
کہ میرا معجزہ قرآں ہی جو ہی آیتِ اکبر

تمام اہلِ عرب عاجز ہیں جسکا مثل لانے سے
رسالت کا مری شاہد ہی وہ حجّت ہی وہ تمیر

ڈرانیوالا ہوں تمکو بشارت دینے والا ہوں
خدا کا میں بھی اک بندہ ہوں لیکن اُسکا پیغمبر

بجز تبلیغ حکمِ حق یہ کچھ لازم نہیں مجھکو
کہ کرکے اختراع معجزات اُسکو کروں اظہر

ظہورِ معجزہ پر بھی اگر لائے نہ تم ایماں
تو گھیرے گا عذابِ حق تحقیق کرلو اسے باور

ابھی اتمام حجت کر رہے تھے سیّدِ والا
کہ آئے ناگہاں روح الامیں کھولے ہوئے شہپر

بہت خوش خوش دیا بعدِ سلامِ حق پیامِ حق
کہ تم حجت تمام انپر کرو آیات دکھلا کر

مگر یہ دیکھنے کے بعد بھی ایماں نہ لائیں گے
شدید الکفر ہیں بھیدوں سے انکے ہم ہیں واقف تر

طلب کرتے ہیں جو نوحِ نجی کا معجزہ تمسے
کہو اُن سے کہ سوئے بوقبیس اب جاؤ سب ملکر

جو زیر کوہ پہنچو گے تو وہ طوفان دیکھو گے
بچا سکتا ہے کون اسدم یہ کرنا غور حالت پر

علیؑ ابنِ ابی طالب اور اُنکے دونو بیٹوں کو
وسیلہ جبکہ دو گے ہو گے اس طوفان سے جانبر

طلب کرتے ہیں ابراہیمؑ کا جو معجزہ تم سے
کہو اُن سے کہ ٹھیرو وادیِ مکّہ میں تم جاکر

جو تم کو گھیر لے وہ آگ بالائے ہوا دیکھو
نظر آئے گی اِک عورت تمھیں اوڑھے ہوئے معجر

لٹکتے ہونگے تارِ مقنعہ دونو طرف اُس کے
تم اُن تک ہاتھ لیجانا کہ آتش دور ہو یکسر

جو تم سے چاہتے ہیں معجزہ موسیِٰ عمراں کا
وہ کعبہ پاس جائیں تاکہ دیکھیں آیتِ اکبر

بچائیں گے اُنھیں حمزہ تمھارے عم کرامت سے
محبت سے تمھاری مرتبہ اُنکا بھی ہے برتر

بٹھاؤ چوتھے فرقہ کو تم اپنے پاس بے منت
دکھاؤ معجزہ عیسٰیؑ کا بعد ان کے اِسی جا پر

بیاں اُن سے کیا حکمِ خدا جب شاہِ والا نے
ابوجہلِ منافق نے کہا ان سب سے ہنس ہنسکر

کہ اب تم سب مقاماتِ معیّن کی طرف جاؤ
کہ تا ہو جائے ہم پر قول احمد کا دروغ اظہر

یہ سنکر فرقۂ اوّل جو سوئے بوقبیس آیا
ہوئے ناگاہ چشمے جوش زن زیرِ قدم یکسر

فلک سے بھی بغیرِ ابر پانی متصل برسا
ہوئے اک آن میں غرق اوج و پستی کوہ و دشت و در

یقینِ غرقِ طوفانِ بلا پر اشکباری تھی
چڑھے یہ کوہ پر پانی وہاں شانوں کے تھا اوپر

زمیں پانی فلک پانی اِدھر پانی اُدھر پانی
جیسے بھی گر تو گیا بے شرم اپنی آبرو کھو کر

اِسی عالم میں تھے مایوس اپنی زندگانی سے
پریشاں ہیجواس افسردہ خاطر مضمحل مضطر

علیؑ کو ناگہاں دیکھا کہ پانی پر ہیں استادہ
اور ان کے راس و چپ دو طفل ہیں خوش شکل و خوش پیکر

ندا حیدرؑ نے دی لو اب نہ گھبراؤ نہ گھبراؤ
مرے فرزند اسی کشتی طوفانی کے ہیں لنگر

پکڑ لو ہاتھ ان دونوں کے تا پاؤ نجات اس سے
بڑھا کے ہاتھ شہزادوں نے سوئے فرقۂ خود سر

پکڑ کر ہاتھ اُترے کوہ سے کم ہو گیا پانی
زمیں میں ہو گیا کچھ جذب کچھ پانی گیا اوپر

علیؑ کے ساتھ خدمت میں شہِ لولاک کی آئے
کہا سب نے کہ بیشک آپ ہیں کل خلق سے بہتر

نہ ہوتے گر علیؑ اور اُن کے دونوں بیٹے یا حضرت
کبھی طوفانِ قہر انگیز سے ہوتے نہ ہم جانبر

مگر وہ دو پسر ہم کو نظر آتے نہیں اب تو
کہا میرے نواسے ہیں وہ اک شبّیرؑ اک شبّرؑ

مری بیٹی کے بیٹے ہیں وہ میرے دل کے ٹکڑے ہیں
مدارِ بخششِ امت ہے دونوں کی شہادت پر

یہ دنیا ایک دریائے عمیقِ سرگرانی ہے
کہ جسمیں اہلِ دنیا غرق ہوتے جاتے ہیں اکثر

یہی فرزند میرے لنگرِ کشتیِ دنیا ہیں
تمسک ان سے رکھنا ہی مری امت کو واجب تر

ابوجہلِ لعیں سے پھر یہ فرمایا سُنا تو نے
کہا ہاں سُن لیا دیکھا نہیں یہ حال اے سرور

اب آئے دوسرا فرقہ وہ کیا کہتا ہے دیکھیں ہم
ابھی یہ ذکر تھا جو آئے وہ مشرک بچشمِ تر

کہا اُن سب نے بیشک آپ ہیں پیغمبرِ حق
زمانہ بھر سے اعلےٰ جملہ مخلوقات سے بہتر

گئے صحرائے مکہ کی طرف ہم جب وہاں پہونچے
فلک سے آگ برسی خاک سے پیدا ہوئے اخگر

زمین و آسماں گویا کرہ تھے نارِ سوزاں کا
شرر ایک ایک ذرّہ تھا تو انگارہ ہر اک پتھر

حرارت کے اثر سے جوش میں آئے بدن اپنے
یقیں ہمکو ہوا جل بھن کے ہو جائیں گے خاکستر

اسی حالت میں بالائے ہوا اک زن نظر آئی
کہ جسکے تارِ مقنع دو طرف لٹکے ہوئے خوشتر

پہنچ سکتا تھا اُن تاروں تک اپنا ہاتھ بدقت
لیا ہاتھوں میں اک اک تار اُسکا بادلِ مضطر

ہم اُن تاروں میں لٹکے پر نہ ٹوٹا تار یا حضرت
ملی آخر نجات اُس آگ سے آئے ہیں یاں بچکر

وہ عورت کون تھی فرمایئے یا سیّدِ والا
کہا شہ نے کہ ہے وہ فاطمہ زہرا مری دختر

زنانِ اوّلین و آخرین کی سیّدہ ہے وہ
زمین و آسماں میں مثل ہے اُسکا نہ ہے ہمسر

بروزِ حشر جب مخلوق ہوگی جمع موقف میں
منادی اک ندا دیگا بحکمِ خالقِ اکبر

کہ ہاں اے اہلِ محشر بند کرلو اپنی آنکھوں کو
گزر جائے یہاں سے فاطمہ محبوبۂ داور

گنہگارانِ امت کو لیے چادر کے تاروں میں
صراطِ حشر سے کالبرق گزرے گی مری دختر

ابھی فرما رہے تھے شہ کہ آیا تیسرا فرقہ
سراسیمہ پریشان حال گھبرایا ہوا مضطر

گواہی دے کے بولے آپ ہیں بیشک رسولِ حق
بنی آدم سے بہتر جملہ مخلوقات سے برتر

علی ہیں اوصیائے انبیا سے اشرف و اعلیٰ
وصی جو آپکے ہیں اور ولیِ خالقِ اکبر

ہے افضل انبیا کی آل سے آل آپکی بیشک
شرف ہے آپکی اُمت کو اُمت ہائے سابق پر

کچھ ایسا دیکھکر آئے ہیں آیاتِ الٰہی سے
نہیں چارہ کہ ہم ایماں نہ لائیں آپ کے اوپر

پناہِ کعبہ میں بیٹھے ہوئے کرتے تھے استہزا
شہِ والا کے قول و ادعائے فوقِ عادت پر

کہ دیکھا ناگہاں کعبہ زمیں سے ہوگیا کندہ
ہمارے سر پہ استادہ ہوا تھا وہ عجب منظر

نہ تھی ہلنے کی طاقت ہم میں ہم ایسے ہوئے بیخود
یقیں تھا مر کے رہجائیں گے سب اسکے تلے دبکر

اسی عالم میں تھے جو آپ کے عم حمزہ کو دیکھا | کہ اپنے نیزہ پر کعبہ کو روکے ہیں بشان و فر
دکھا کر قوتِ دستِ یداللّٰہی یہ فرمایا | نکل جاؤ ابھی یاں سے ابھی ہو جاؤ تم باہر
جو ہم نکلے وہاں سے آگیا کعبہ پھر اپنی جا | بمشکل یاں تلک پہنچے ہیں ہم لے سیّد و سرور
ابوجہلِ لعیں سے شاہِ دیں نے تب یہ فرمایا | جو کچھ کہتے ہیں یہ تو نے سنا اے سرکش و خودسر
لعیں بولا میں کیا جانوں یہ سچّے ہیں کہ جھوٹے ہیں | یہ ممکن ہے ہوئی ہوں وہی شکلیں انیہ جلوہ گر
نہیں لازم کہ میں انکی صداقت پر مسلماں ہوں | جو کچھ میں نے کہا ہے وہ دکھا دو تا کروں باور
کہا شہ نے کہ اب تو اس جماعت کا مکذّب ہے | مگر تھا اس سے پہلے انکی دانائی کا مدحت گر
جب ان لوگوں کے کہنے کی نہیں تصدیق کرتا تو | اب و جد کے مفاخر کا ہوا پھر تو مقر کیونکر
زمیں پر ہیں عراق و شام تو تصدیق کرتا ہے | نہیں دیکھا اگرچہ ایک کو انمیں سے او خودسر
یقیں اسکا تو تو نے کر لیا سن سنکے لوگوں سے | مگر عینی شہادت کا بیاں کرتا نہیں باور
ترے سننے اور انکے دیکھنے پر ہو گئی پوری | خدا کی اور پیغمبر کی حجّت بس ترے اوپر
تو اب کیا چاہتا ہے کر بیاں تا وہ بھی کھلا دوں | وہ بولا معجزہ عیسےٰ کا دکھلائیں مجھے سرور
خبر دیتے تھے لوگوں کو وہ جو کچھ گھر میں کھاتے تھے | ذخیرہ کرتے تھے یا گھر میں جو از قسم مال و زر
بس اب فرمائیے کیا چیز میں نے آج کھائی ہے | کیا کیا کام بعد اسکے میں اس سے خوش تھا یا مضطر
یہ سنکر شہ نے فرمایا خبر دیتا ہوں میں تجھ کو | جو کھایا آج تو نے کام جو تو نے کیا کھا کر
سبب ہو تا کہ تیری ذلت و رسوائی و غم کا | مُصر ہے معجزہ پر تو جو یوں او دشمنِ داور
اگر ایمان لایا کچھ نہ پہنچے گا ضرر تجھکو | نہ لایا گر تو چکھے گا عذابِ آخرت مر کر
تو کھانا چاہتا تھا گھر میں اپنے مرغ اک بریاں | کہ آیا ناگہاں بوالبختری بھائی ترا خودسر
چھپا کر زیرِ دامن تو نے اپنے بخل سے وہ مرغ | اجازت اُسکو دی آنے کی آیا وہ دلی اندر
کہا بوجہل نے بالکل غلط ہے آپ کا کہنا | نہیں کھایا کوئی مرغ آج میں نے گھر میں یا باہر
تمام اپنی خبر کہیے کیا کیا کام پھر میں نے | شہِ والا نے فرمایا کہ سن او دشمنِ داور

کہ تیرے پاس سہ صد اشرفی تھی مال تھا تیرا — سوا اسکے تھے درہم دس ہزار اسکو بھی کر باور
امانت پانچ شخصونکی وہ تھی ایک ایک کیسہ میں — خیانت کی تری نیت ہوئی یعنی ندے وہ زر
ترا بھائی گیا جب تونے کھایا مرغ کا سینہ — کیا وہ مال پھر مدفون تونے خاک کے اندر
مخالف تھی تری تدبیر تدبیرِ مشیّت سے — امانت کی خیانت کا عیاں تھا حال داور پر
کہا بوجہل نے مینے نہیں کی دفن کوئی شے — امانت تھی جو لوگوں کی وہ چوری ہوگئی یکسر
غلط ہے یہ بھی سینہ مرغ کا کھایا نہیں میں نے — ہوا برہم مزاجِ سیّدِ لولاک یہ سنکر
دیا روح الامیں کو حکم لاؤ مرغِ پسخوردہ — ہوا حاضر تو فرمایا اسے پہچان او خودسر
لعیں بولا بہت ہیں نیمخوردہ مرغ دنیا میں — وہی یہ مرغ بریاں ہی میں پہچانوں اسے کیونکر
یہ سنکر واقفِ اسرارِ ربّانی نے فرمایا — کہ ہاں اے مرغ گویا ہو بحکمِ حضرتِ داور
یہ کرتا ہے مری تکذیب تو تصدیق کر میری — ہوا گویا وہ بریاں مرغ یہ حکمِ نبی سنکر
کہا آپ اے محمدؐ بہترینِ خلقِ عالم ہیں — خدا کے برگزیدہ اور اسکے خاص پیغمبر
ابوجہل آپ کا اور خالقِ عالم کا دشمن ہی — خدا کی اسپہ لعنت اسکا دوزخمیں برا ہی گھر
چھپایا مجکو دانمیں جو اس کا آگیا بھائی — منافق باوجودِ کفر اجہل بھی ہے سرتاسر
زیادہ راست کہنے والوں سے ہیں راستگو حضرت — خدائے پاک کا تم پر سلام اور آلِ اطہر پر
کہا بوجہل سے شہ نے کہ دیکھا معجزہ تونے — نہیں کافی تجھے یہ معجزہ کیا او خطا پرور
وہ بولا وہم و شک میں ڈالنے والی یہ چیزیں ہیں — مگر کچھ اصلیت انکی ہے یہ آتا نہیں باور
ہوا جبرئیل کو پھر حکم دربارِ رسالت سے — کہ دفن اسنے کیا ہے جو وہ لاؤ مال و زر جاکر
ہوئیں وہ تھیلیاں حاضر تو فرمایا شہ دیں نے — کہ عمرو و زید و خالد کو بلاؤ ہے یہ جنکا زر
وہ آئے جب تو دیکر انکا انکا کیسہ فرمایا — ابوجہل انکو کرنا چاہتا تھا ہضم سرتاسر
غرض ایک ایک کو وہ مال اسکا دیدیا شہ نے — ابوجہلِ لعیں رسوائی و ذلت سے تھا ششدر
فقط بوجہل کے وہ تین سو دینار باقی تھے — کہا سرور نے لے یہ مال لا ایمان او اکفر

خدا اس مال میں تیرے عطا فرمائیگا برکت
کہ اپنی قوم میں ہوگا غنی سب سے زیادہ تر

کہا بوجہل نے ایمان تو لایا ہونہ لاؤں گا
مگر لونگا یہ مال اپنا بڑھایا ہاتھ یہ کہکر

دیا ختم الرسُل نے حکم تب اُس مرغِ بریاں کو
پکڑ اس مشرکِ کافر کو اے مرغِ بلند اختر

دبا کر اپنے چنگل میں ہوا پر اُڑ گیا وہ مُرغ
گرایا حکمِ سرور سے اُسی کے بامِ خانہ پر

گیا مرغانِ جنت میں وہ مرغ ایماے حضرت سے
کیا تقسیم سرور نے مسلمانوں پہ سب وہ زر

سنو اب معجزہ معراجِ سلطانِ دوعالم کا
گئے عرشِ عُلا پر آپ اپنے فرش سے کیونکر

مطلع در معراج

شبِ معراج ہے جلوہ فروزِ قدرتِ داور
خبردار اے فلک نکلیں نہ خورشید و قمر باہر

خبر کردو یہ مخلوقاتِ عالم کی ہر اک شے کو
کہ حمدِ حق بجا لائیں عبادت میں رہیں شب بھر

عجب شب تھی وہ شب جسمیں ہوئی معراج سرور کو
سواد اُسکا بیاضِ صبحِ جنت سے منور تر

وہ شب تھی جلوہ گاہِ قدر نورِ روز جہاں روشن
وہ شب آئی تھی اکدن کے لیے بس بہرِ پیغمبر

وہ شب دھوئی گئی تھی چشمۂ خورشیدِ قدرت میں
شبِ قدر اس سے ہو ہمقدر یہ تو کہوں کیونکر

حقیقت میں شبِ قدر ایک جزوِ قدر ہے اُسکی
کہ اسکی قدر بالاتر ہے پیشِ خالقِ اکبر

عجیب المنظر آیا ہے براق اصطبلِ جنت سے
کہ جس کا داخل و خارج ہے عفو و رحمتِ داور

مُنھ اُس کا حور کا سم اسپ کے دُم گاے کی مانند
نہ کچھ اونچا نہ کچھ نیچا میانہ قد بہت خوشتر

تن اُسکا عارضِ غلمانِ جنت سے کہیں روشن
دُم اسکی گیسوے حورانِ جنت سے کہیں بہتر

ازل سے صحبتِ روحانیاں میں تربیت پائے
ہوا اتنا بڑا سبزہ ریاضِ خُلد کا چر کر

وہ قدرت ساز زیں اسکا وہ موتی کی لگام اسکی
دُرِ ابیض کی وہ اسکی رکابیں قدرتی زیور

قریب آئے ہیں اُسکے شاہ شانِ خسروانہ سے
نثار اس آپکی سج دھج کے صدقہ اس سجاوٹ کے

مزین سر پہ سر تاجِ امم کے تاجِ یکتائی
خلیل اللہ کا پیراہنِ خُلّت فزا در بر

انگوٹھی نوحؑ کی جسکا نگیں الماسِ قدرت کا
قدم میں شیثؑ کی نعلینِ پاک و اقدس و اطہر

اولوالعزمی سے استقلال و اطمینان دل حاصل … بسوئے حق دل حق بیں نظر لطف الٰہی پر
یہ ہمت کا تقاضا ہے کہ وعدہ لیکے اُٹھیں گے … کرینگے جدوکد بخشائینگے امت کو واں چلکر
ارادہ ہے اِدھر رحمت کا راضی کرکے بھیجیں گے … مرا محبوب جو مانگے گا دینگے اُس سے ہم بڑھکر
کھڑے ہیں ہاتھ رکھے یال پر گردانکر دامن … حجاب قدس کے پردے بس اُٹھتے ہیں سراسر
عناں تھامے ہوے روح الامیں ہیں داب خدمت سے … رکابوں پر ادھر میکال ہیں اپنا جھکائے سر
وہ اٹھا پائے اقدس وہ جھکے حلقے رکابوں کے … گرا اوجِ جلالت سے وہ اوجِ چرخ کا لنگر
ہوے اسوار وہ باعزت و اجلال یکتائی … جلال وقدرت نے قبضہ کیا وہ عرش اعلےٰ پر
جواب عرش ہے فرشِ زمیں نورِ رخِ شہ سے … ثریٰ سے تا ثریا نورِ خالق ہے ضیا گستر
جلودارِ سواری انبیائے ماسلف اک سو … علم کھولے ہوے خیلِ ملایک اکطرف خوشتر
ہوی ہے عرش کی تزئیں کہ آتا ہے حبیب حق … نہیں رضواں کو فرصت خلد کی زیبائی سے دم بھر
ہوا ہے حکم حورونکو کہ آرایش کرو اپنی … بڑھا دو حسن کی گرمی پہنکر نور کا زیور
یہ ہے تاکید مالک کو کہ دوزخ کا کرے دربند … نبی الرحمۃ آتا ہے کوئی شعلہ نہ کھینچے سر
فلک پر آنے جانیسے شیاطیں روکے جاتے ہیں … لیے تیرِ شہابِ ثاقب استادہ ملک کیسر
زمیں سے آسماں تک آسماں سے عرش اعظم تک … جلائی جارہی ہیں نور کی شمعیں منوّر تر
لگائے جارہے ہیں غرفہائے خلد میں پردے … بچھائے جارہے ہیں فرش دیبائے جناں کیسر
دوطرفہ قدسیوں کی ہیں صفیں مکہ سے جنت تک … فلک پر ہو رہا ہے اہتمامِ آمدِ سرور
ملایک اپنے عہدونپر کھڑے ہیں منتظر شہ کے … نظر بر راہ ہاتھوں میں لیے ہیں نور کے مجمر
براقِ خوش قدم نے وہ پھریری لی وہ شوخی کی … ہوا تیار اُڑنے پر کھلے بازو وہ تولے پر
وہ تڑپا مثلِ برقِ طور وہ اٹھا نظر کیطرح … اڑا جبریل کی ہمراہ وہ جا پہنچا سدرہ پر
وہاں پہنچے جہاں کوئی نہ پہنچا تھا نہ پہنچیگا … ہوئی حد رہ گئے روح الامیں تولے ہوئے شہپر
حجابِ قدس کتنے طے کیے یاں سے کہاں پہنچے … کہاں ٹھیرے کہاں بیٹھے خدا جانے کہ پیغمبر

بس اب حد ہی کہ قرب معنوی قدس تک پہنچے / جہاں سے فاصلہ توسین کا ہی اس سے یا کمتر
مقام قدس میں کس شان سے استادہ ہیں حضرت / نظر ہی مستقل دل مطمئن لیکن جھکا ہے سر
قدم کے سامنے حادث خدا کے سامنے بندہ / نیاز و راز کی صحبت طلب بہتر عطا برتر
سنبھالو یا علیؑ مجکو کہ اب دل پر نہیں قابو / بچالو یا نبی ایمان ہوتا ہے مرا مضطر
خدا کے واسطے سنئے تو آتی ہی صدا کسکی / یہ کس کا ہاتھ نکلا پردۂ تقدیس سے باہر
کہاں یہ پردۂ وحدت کہاں سر کردۂ کثرت / خدا کی شان میں بندہ شریک آتا نہیں باور
علیؑ کے ہاتھ کو پہچانتا ہوں میں نے دیکھا ہی / بگوش دل سنی ہیں میں نے آواز علیؑ اکثر
اُسیکا ہاتھ ہی یہ جس میں ہے شان ید اللہی / اُسی کی یہ صدا ہے سُن رہی ہیں جسکو پیغمبر
علی اللہی اب کچھ پوچھتے ہیں دیں جواب انکا / کہاں ہیں شرع والے بندگان حضرت داور
نکلنا ہاتھ کا آواز کا آنا اگر سچ ہے / وہ کہتے ہیں کہ پھر کیوں کفر کا اطلاق ہی ہم پر
علیؑ کو وہ خدا کہتے ہیں کہنے دو غبار انکو / مگر ہے فی الحقیقت معرفت بھی انکی مشکل تر
علی الظاہر تو ہم بھی دیکھتے ہیں یہ بچشم دل / محال تقدس حاصل سکے کوئی باہر کوئی اندر
یہاں لفظ علی سے قصد قائل اور ہی کچھ ہی / سمجھنے والے کچھ سمجھا کریں مجکو نہیں کچھ ڈر
یہ دونوں نور ہیں واللہ دونوں نور واحد ہیں / نہ حیدر سے جدا احمدؐ نہ احمدؐ سے جدا حیدر
نبیؐ ہیں چونکہ مہمان خدا محبوب ہیں اُسکے / بڑھائی قدر والا عالم بالا پہ بلوا کر
کلام اُن سے کیا ان کے وصی کے خاص لہجہ میں / منزہ ہے زبان و لب سے ذات خالق برتر
اگر ملتی علیؑ کو اسطرح معراج کی رفعت / تو آواز نبی آتی حقیقت میں یوں ہی باہر
یہ اسرار خدا ہیں یاں نہیں دم مارنیکی جا / علیؑ کا مرتبہ اللہ نے یوں کر دیا اظہر
بر آئیں حاجتیں بانی و سامع کی خداوندا / مبارک جشن میں آنا ہو سبکو بہر پیغمبر
رہے یہ سلطنت آباد یارب رہتی دنیا تک / ہوا خواہوں کو عمر و مال بدخواہوں کو دے چکر
نظام الملک آصفجاہ با عزت رہیں زندہ / بحق عزت احمد بحق حرمت حیدر

رہے اولاد ان کی سایۂ ظلِّ الٰہی میں | رہے نسل ان کی با شانِ شہی تا عرصۂ محشر

غبارِ بے حقیقت کو ملے معراج کا رتبہ
جو اس کا تکیۂ سر ہو رسولِ حق کا سنگِ در

تمت